ربیع الآخر 1444ھ
نومبر 2022ء
ماہنامہ
خواتین
جلد:01
شمارہ:13
ویب ایڈیشن
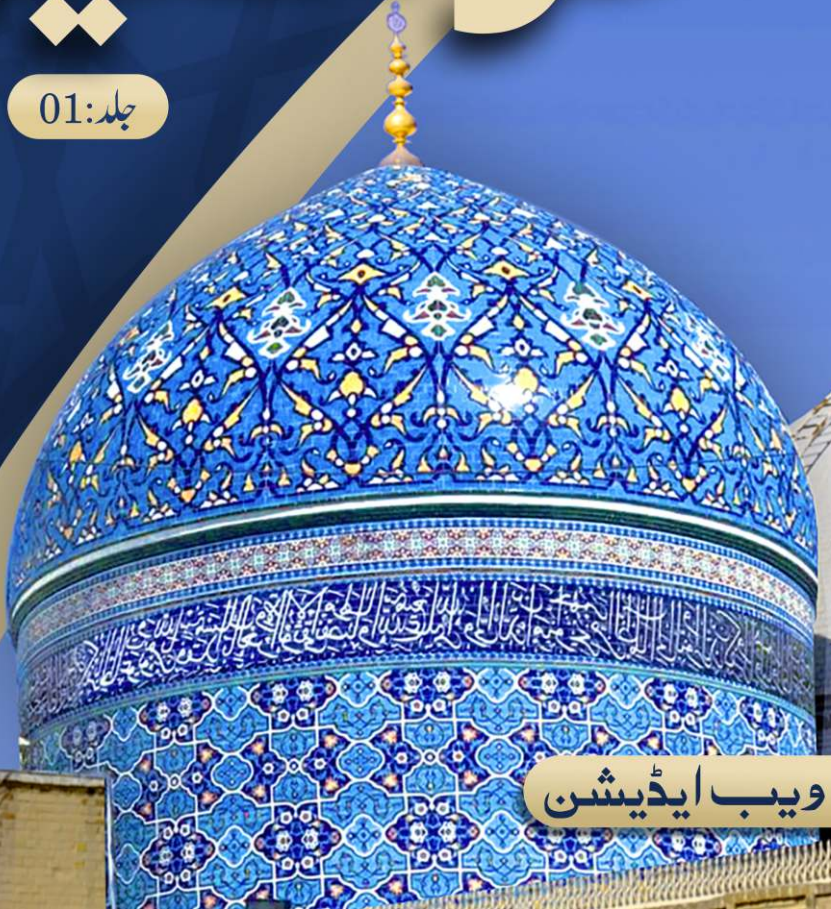
ڈینگی وائرس کے
2 روحانی علاج

(1) پارہ 7 سورۃُ الانعام کی آیت نمبر 16، 17 کاغذ پر لکھ کر پلاسٹک کوٹنگ کروا کر گھر کے دروازے پر لٹکا دیجئے اِن شآءَاللہ تمام گھر والے ڈینگی وائرس سے محفوظ رہیں گے۔ قراٰنِ کریم سے یہ آیتیں فوٹو کاپی بھی کرواسکتے ہیں۔

(2) "یَاشَافِیَ الْاَمْرَاض" 100 بار روزانہ صبح و شام پڑھ کر ڈینگی کے مریض پر دم کیجئے اِن شآءَاللہ تین دن میں شفا ملے گی اوّل آخر ایک بار درود شریف بھی پڑھ لیجئے۔

محتاجی سے بچنے کے لئے

جو کوئی جمعرات کے دن ناخن تراشا کرے اِن شآءَ اللہ فقیر نہ ہو گا۔ (مراٰۃالمناجیح، 6/147)

نزلہ زکام کا روحانی علاج

ہر بار بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم کے ساتھ سورۃُ الفاتحہ تین بار (اول آخر تین مرتبہ درود شریف) پڑھ کر تین روز تک روزانہ مریض پر دم کیجئے۔ اِن شآءَ اللہ نزلہ زکام سے نجات حاصل ہو گی۔ (بیمار عابد، ص34)

CONTENTS

شرعی تفتیش: مولانا مفتی محمد انس رضا عطاری مدنی دار الافتاء اہلِ سنت (دعوتِ اسلامی)

تاثرات (Feedback) کے لئے اپنے تاثرات، مشورے اور تجاویز نیچے دیئے گئے ای میل ایڈریس اور (صرف تحریری طور پر) واٹس ایپ نمبر پر بھیجئے: mahnamahkhawateen@dawateislami.net پیش کش: شعبہ ماہنامہ خواتین المدینۃ العلمیۃ (اسلامک ریسرچ سینٹر) دعوتِ اسلامی

WhatsApp 0348-6422931

سلسلہ حمد و نعت

مناجات

ہمارے دل سے زمانے کے غم مٹا یارب

ہمارے دل سے زمانے کے غم مٹا یارب
ہو میٹھے میٹھے مدینے کا غم عطا یارب
غمِ حیات ابھی راحتوں میں ڈھل جائیں
تری عطا کا اشارہ جو ہو گیا یارب
پئے حُسین و حسن فاطمہ علی حیدر
ہمارے بگڑے ہوئے کام دے بنا یارب
ہماری بگڑی ہوئی عادتیں نکل جائیں
ملے گناہوں کے اَمراض سے شِفا یارب
گناہ گار طلبگارِ عفو و رحمت ہے
عذاب سہنے کا کس میں ہے حوصلہ یارب
میں پُل صراط بِلا خوف پار کر لوں گا
ترے کرم کا سہارا جو مل گیا یارب
کہیں کا آہ! گناہوں نے اب نہیں چھوڑا
عذابِ نار سے عطّارؔ کو بچا یارب

از: امیرِ اہلِ سنت دامت برکاتہم العالیہ
وسائلِ بخشش (مُرمَّم)، ص 76

منقبت

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

پیروں کے آپ پیر ہیں، یا غوث المدد
اہلِ صفا کے میر ہیں، یا غوث المدد
رنج و الم کثیر ہیں، یا غوث المدد
ہم عاجز و اسیر ہیں، یا غوث المدد
ہم کیسے جی رہے ہیں یہ تم سے کیا کہیں
ہم ہیں الم کے تیر ہیں، یا غوث المدد
کس دل سے ہو بیان بے دادِ ظالماں
ظالم بڑے شریر ہیں، یا غوث المدد
اہلِ صفا نے پائی ہے تم سے رَہِ صفا
سب تم سے مُستَنیِر ہیں ، یا غوث المدد
صدقہ رسولِ پاک کا جھولی میں ڈال دو
ہم قادری فقیر ہیں، یا غوث المدد
دل کی سنائے اختر دل کی زبان میں
کہتے یہ بہتے نیر ہیں، یا غوث المدد

از: تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خان رحمۃ اللہ علیہ
سفینۂ بخشش، ص 74

بنتِ طارق عطاریہ مدنیہ
ناظمہ جامعہ فیضانِ ام عطار شفیع کا بھٹہ سیالکوٹ

ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں۔ جس سے جتنی محبت ہوا تنا ہی اس کا ادب و احترام کیا جاتا ہے اور ایک مسلمان کے لئے سب سے بڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی محبت ہے جو ایمانِ کامل کی شرط بھی ہے، کیونکہ محبتِ مصطفٰے کے بغیر ایمان ناقص ہے۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کا ادب و احترام بجالانا ہم سب پر لازم ہے، کیونکہ دنیا کے شاہوں کا اصول یہ ہے کہ وہ اپنی تعظیم کے اصول اور اپنے دربار کے آداب خود بناتے ہیں جو ان کے بعد ختم ہوجاتے ہیں، مگر حضور کی شان ہی نرالی ہے کہ آپ کی تعظیم اور ادب و احترام کے اصول و قوانین آپ نے بنائے نہ مخلوق میں سے کسی نے بنائے، بلکہ یہ تمام بادشاہوں کے بادشاہ اور ساری کائنات کو پیدا فرمانے والے رب کریم نے نازل فرمائے، ان میں سے اکثر قوانین کسی وقت کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ ہمیشہ کیلئے ہیں۔ قرآنِ کریم میں کئی مقامات پر اس کی مثالیں موجود ہیں، چنانچہ ذیل میں تفسیر صراط الجنان میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے ادب و تعظیم کے احکام پر مشتمل تمام آیات کی تفسیر کا خلاصہ پیش خدمت ہے:

آیت نمبر 1

جس کلمہ میں ادب ترک ہونے کا شائبہ بھی ہو وہ زبان پر لانا ممنوع ہے، جیسا کہ لفظِ رَاعِنَا کو تبدیل کرنے کا حکم دینے سے یہ بات واضح ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَ قُوْلُوا انْظُرْنَا وَ اسْمَعُوْاؕ-وَ لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ(۱۰۴) (پ1، البقرۃ:104) ترجمہ کنز العرفان: اے ایمان والو! راعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی سے بغور سنو اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے۔

شانِ نزول: جب حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم صحابہ کرام علیہم الرضوان کو کچھ تعلیم و تلقین فرماتے تو وہ کبھی کبھی درمیان میں عرض کیا کرتے: رَاعِنَا یَا رَسُوْلَ اللہ ﷺ! یعنی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم! ہمارے حال کی رعایت فرمائیے! مطلب یہ کہ کلامِ اقدس کو اچھی طرح سمجھ لینے کا موقع دیجئے۔ یہودیوں کی زبان (یعنی عبرانی یا سریانی) میں یہ کلمہ بے ادبی کا معنٰی رکھتا تھا اور انہوں نے اسی بُری نیت سے کہنا شروع کر دیا۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ یہودیوں کی اصطلاح سے واقف تھے، آپ نے ایک روز یہ کلمہ ان کی زبان سے سنا تو فرمایا: اے دشمنانِ خدا! تم پر اللہ پاک کی لعنت! اگر میں نے کسی کی زبان سے یہ کلمہ سنا تو اس کی گردن اُڑا دوں گا۔ یہودیوں نے کہا: ہم پر تو آپ برہم ہوتے ہیں جبکہ مسلمان بھی تو یہی کہتے ہیں![1] اس پر آپ رنجیدہ ہو کر بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوئے ہی تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی جس میں رَاعِنَا کہنے کی ممانعت فرمادی گئی اور اس کا ہم معنٰی لفظ اُنْظُرْنَا کہنے کا حکم ہوا۔[2]

اس آیتِ مبارکہ سے ثابت ہونے والے چند احکام: اس آیتِ مبارکہ سے معلوم ہوا! انبیائے کرام علیہم السلام کی تعظیم و توقیر اور ان کی جناب میں ادب کا لحاظ رکھنا فرض ہے اور جس کلمہ میں ترکِ ادب کا معمولی سا بھی اندیشہ ہو وہ زبان پر لانا ممنوع ہے۔ ایسے الفاظ کے بارے میں شرعی حکم یہ ہے کہ جس لفظ کے دو معنٰی ہوں اچھے اور بُرے اور لفظ بولنے میں اس بُرے

معنٰی کی طرف بھی ذہن جاتا ہو تو وہ بھی اللہ پاک اور حضور صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کے لئے استعمال نہ کئے جائیں۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کی بارگاہ کا ادب رب کریم خود سکھاتا اور تعظیم کے متعلق احکام خود جاری فرماتا ہے۔

آیت میں مذکور لفظ "وَاسْمَعُوْا" سے مراد ہے کہ حضور صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کلام فرمائیں تو پوری توجہ کے ساتھ سنو تاکہ یہ عرض کرنے کی ضرورت ہی نہ رہے کہ حضور صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم توجہ فرمائیں اور وَلِلْكٰفِرِیْنَ سے مراد ہے کہ جو لوگ حضور صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کی توہین کر رہے ہیں اور ان کے بارے میں بے ادبی والے الفاظ استعمال کر رہے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔[3] [4]

آیت نمبر 2

جب حضور کوئی فیصلہ فرما دیں تو اسے ماننا لازم و ضروری ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا: فَلَا وَ رَبِّكَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى یُحَكِّمُوْكَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَ یُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ﴿۶۵﴾ (پ5، النسآء:65) ترجمہ کنز العرفان: تو اے حبیب! تمہارے رب کی قسم، یہ لوگ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنالیں پھر جو کچھ تم حکم فرمادو اپنے دلوں میں اس سے کوئی رکاوٹ نہ پائیں اور اچھی طرح دل سے مان لیں۔

شانِ نزول: اہلِ مدینہ پہاڑ سے آنے والے پانی سے باغوں میں آبپاشی کرتے تھے۔ وہاں ایک انصاری کا حضرت زبیر رضی اللہُ عنہ سے جھگڑا ہوا کہ کون پہلے اپنے کھیت کو پانی دے گا۔ یہ معاملہ نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے حضور پیش کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: اے زبیر! اپنے باغ کو پانی دے کر اپنے پڑوسی کی طرف پانی چھوڑ دو۔ حضرت زبیر کو پہلے پانی کی اجازت اس لئے دی گئی کہ ان کا کھیت پہلے آتا تھا، نیز انصاری بھی محروم نہ ہوتا۔ لیکن یہ فیصلہ انصاری کو ناگوار گزرا اور وہ بولا کہ زبیر آپ کے پھوپھی زاد بھائی ہیں۔ حالانکہ فیصلہ میں حضرت زبیر کو انصاری کے ساتھ احسان کی ہدایت فرمائی گئی تھی مگر اس نے قدر نہ کی تو حضور نے حضرت زبیر کو حکم دیا کہ اپنے باغ کو سیراب کر کے پانی روک لینا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔[5] اور بتا دیا گیا کہ حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے حکم کو تسلیم کرنا فرضِ قطعی ہے جو تسلیم نہ کرے وہ کافر ہے۔

اس آیتِ مبارکہ سے ثابت ہونے والے چند احکام: اس آیت سے یہ مسائل معلوم ہوئے: (1) اللہ پاک نے اپنے رب ہونے کی نسبت اپنے حبیب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی طرف فرمائی اور فرمایا اے حبیب! تیرے رب کی قسم۔ یہ نبی کریم عظیم شان ہے کہ اللہ تعالٰی اپنی پہچان اپنے حبیب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے ذریعے سے کرواتا ہے۔ (2) حضور پرنور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا حکم ماننا فرض قرار دیا اور اس بات کو اپنے رب ہونے کی قسم کے ساتھ پختہ کیا۔ (3) حضور اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا حکم ماننے سے انکار کرنے والے کو کافر قرار دیا۔ (4) تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حاکم ہیں۔ (5) اللہ پاک بھی حاکم ہے اور حضور بھی۔ البتہ! دونوں میں بہت فرق ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بہت سی صفات جو اللہ پاک کیلئے استعمال ہوتی ہیں اگر وہ حضور کے لئے استعمال کی جائیں تو شرک لازم نہیں آتا جب تک کہ شرک کی حقیقت نہ پائی جائے۔ (6) حضور کا حکم دل و جان سے ماننا ضروری ہے اور اس کے متعلق دل میں بھی کوئی رکاوٹ نہیں ہونی چاہیے۔ اسی لئے آیت کے آخر میں فرمایا کہ پھر اپنے دلوں میں حضور کے حکم کے متعلق کوئی رکاوٹ نہ پائیں اور دل و جان سے تسلیم کر لیں۔ (7) اسلامی احکام کا ماننا فرض اور نہ ماننا کفر ہے۔ نیز ان پر اعتراض کرنا اور ان کا مذاق اڑانا بھی کفر ہے۔ اس سے وہ لوگ عبرت حاصل کریں جو کافروں کے قوانین کو اسلامی قوانین پر فوقیت دیتے ہیں۔[6] (جاری ہے۔۔۔)

---

1 تفسیر قرطبی، الجزء الثانی، 1/ 45-44 ملخصاً 2 تفسیر عزیزی (مترجم)، 2/ 166 3 تفسیر روح البیان، 1/ 197 4 تفسیر صراط الجنان، 1/ 180 5 بخاری، 2/ 215، حدیث: 2708 6 تفسیر صراط الجنان، 2/ 239

بنتِ کریم عطاریہ مدنیہ
معلمہ جامعۃ المدینہ گرلز
خوشبوئے عطار واہ کینٹ

عَنْ جَابِرٍ اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا يَمْرَضُ مُؤْمِنٌ وَلَا مُؤْمِنَةٌ، وَلَا مُسْلِمٌ وَلَا مُسْلِمَةٌ، اِلَّا حَطَّ اللّٰهُ بِهَا عَنْهُ خَطِيْئَتَهُ یعنی حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: جب کوئی مومن مرد و عورت اور مسلمان مرد و عورت بیمار ہو تو اللہ پاک اس مَرض کی وجہ سے اس کے گناہ مٹا دیتا ہے۔[1]

شرحِ حدیث

معلوم ہوا! بیماری گناہ مٹنے کا ذریعہ ہے، یہ مفہوم کئی احادیث میں بیان ہوا ہے، مثلاً ایک حدیث قدسی میں اللہ پاک فرماتا ہے: جب میں کسی مومن بندے کو (بیماری میں) مبتلا کروں اور وہ اس پر میری حمد کرے تو وہ اپنے بستر سے گناہوں سے یوں پاک اٹھے گا جیسے آج اسے اس کی ماں نے پیدا کیا۔[2] حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: (گناہوں سے پاک ہونے کی وجہ یہ ہے کہ) اس کیلئے کئی کفارے جمع ہوگئے: بیماری، اس میں صبر، پھر رب کا شکر، پھر گزشتہ (پچھلے) گناہوں سے توبہ، پھر موت کی تیاری، دنیا سے نفرت، قبر او روہاں کی وحشت کا خوف، یہ سب گناہوں کے مستقل کفارے ہیں جو بفضلہٖ تعالیٰ مومن بیمار کو حاصل ہوتے ہیں۔ خیال رہے کہ یہاں گناہوں کے مٹنے سے مراد صغیرہ گناہوں کی معافی ہے، حقوق شریعت کے ہوں یا بندوں کے وہ بغیر ادا کئے معاف نہیں ہوتے ہیں۔ بیمار کو چاہیے کہ قرض مظالم وغیرہ جلدی ادا کرے کیونکہ بیماری موت کا پیغام ہوتی ہے اگلے گھر میں پہنچنے سے پہلے اس کو صاف کرلو۔[3]

یہ تیرا جسم جو بیمار ہے تشویش نہ کر
یہ مرض تیرے گناہوں کو مٹا جاتا ہے

بیماری سے گناہ مٹتے ہیں، اس مفہوم پر مبنی مزید احادیثِ مبارکہ ملاحظہ کیجئے: (1) جب مومن بیمار ہوتا ہے تو اللہ پاک اسے گناہوں سے ایسے پاک کر دیتا ہے جیسے بھٹی لوہے کے زنگ کو صاف کر دیتی ہے۔[4] (2) مریض کے گناہ درخت کے پتوں کی طرح جھڑ جاتے ہیں۔[5] (3) جب مومن کی نس چڑھ جاتی ہے تو اللہ پاک اس کا ایک گناہ مٹا دیتا ہے، اس کے لیے ایک نیکی لکھتا ہے اور اس کا ایک درجہ بلند فرما دیتا ہے۔[6] (4) بخار کو بُرا نہ کہو کہ یہ تو آدمی کی خطاؤں کو اس طرح دور کرتا ہے جیسے بھٹی لوہے کے میل کو دور کر دیتی ہے۔[7]

بیماری نعمت ہے: بیماری ایک بہت بڑی نعمت ہے، اس کے منافع بے شمار ہیں، بظاہر اس سے تکلیف پہنچتی ہے مگر حقیقتاً راحت و آرام کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ہاتھ آتا ہے۔[8] چنانچہ بیماری کو بُرا سمجھنا چاہیے نہ باعثِ زحمت، کیونکہ یہ باعثِ رحمت ہے، مگر یاد رہے! یہ اللہ پاک کی ایسی رحمت ہے جس کی دعا نہیں مانگنی چاہئے۔ جیسا کہ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: بیماری اگرچہ اللہ کی رحمت کا باعث ہے، سانپ کاٹے کی موت شہادت کی موت ہے مگر نہ تو ان کی دعا کرو، نہ کوشش اور جب رب کی طرف سے آجائے تو صبر کرو۔[9]

بیماری کے دُنیوی واُخروی فوائد: درجات کی بلندی اور گناہوں کی معافی کے علاوہ بھی بیماری کے کئی دنیوی و اخروی فوائد ہیں۔ مثلاً ☆ بیماری کی حالت میں بندے کے لیے ان تمام اعمال کا ثواب لکھ دیا جاتا ہے جو وہ تندرستی کی حالت میں کیا کرتا تھا ☆ کئی بیماریاں ایسی بھی ہیں جن میں مرنے والا شہادت کا رتبہ پاتا ہے مثلاً پیٹ کی بیماری میں مرنے والا، بخار میں مرنے والا، مرگی میں

مرنے والا وغیرہ۔[10] جبکہ ☆بعض بیماریاں ایسی بھی ہیں جو جسم کو دیگر امراض سے محفوظ رکھتی ہیں جیسا کہ بخار، زکام، خارش۔ ☆ بیماری میں رب کریم کو زیادہ یاد کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ پارہ 10 سورۂ یُونس کی آیت نمبر 12 میں ارشاد ہے: وَ اِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖۤ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَآىٕمًا ۚ ترجمۂ کنز الایمان: اور جب آدمی کو تکلیف پہنچتی ہے ہمیں پکارتا ہے لیٹے اور بیٹھے اور کھڑے۔ ☆بسا اوقات بندے کا اللہ پاک کی بارگاہ میں کوئی مرتبہ مقرر ہوتا ہے جس تک بندہ اپنے اعمال کے ذریعے نہیں پہنچ پاتا تو اللہ پاک اسے بیماری اور دیگر مصائب میں مبتلا فرما کر اسے اس کے مقرر شدہ مرتبے تک پہنچا دیتا ہے۔

بیمار نہ ہونے پر فخر کرنا: بعض خواتین بیمار نہ ہونے پر فخر کرتی ہیں کہ میں تو کبھی بیمار نہیں ہوئی یا بہت کم بیمار ہوتی ہوں وغیرہ۔ حالانکہ بیمار نہ ہونا باعثِ فخر نہیں بلکہ باعثِ تشویش ہے کہ کہیں گناہوں اور نافرمانیوں کی وجہ سے ڈھیل تو نہیں دی جارہی! کہیں اللہ پاک نے اپنی نظرِ رحمت تو ہم سے نہیں پھیر لی! کیونکہ ایک شخص نے جب بارگاہِ رسالت میں یہ عرض کی: بخدا! میں تو کبھی بیمار نہیں ہوا! تو حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: ہمارے پاس سے اُٹھ جا کہ تُو ہم میں سے نہیں۔[11] چنانچہ حضرت ضحاک رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: جو 40 راتوں میں ایک رات میں بھی گرفتارِ رنج و اَلَم نہ ہو، اللہ پاک کے یہاں اس کے لیے کوئی بھلائی نہیں ہے۔[12]

بیماری آئے تو صبر کیجئے: جب کبھی بیماری یا کوئی تکلیف آئے تو اس پر بے صبری اور شکوہ شکایات کرنے کے بجائے اللہ پاک سے ثواب کی امید رکھتے ہوئے صبر کیجئے، اللہ پاک کو کثرت سے یاد کیجئے، توبہ و استغفار اور گناہوں کی معافی مانگئے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ بیماری ہمارے گناہوں کی وجہ سے ہی ہو۔

زباں پر شکوۂ رنج و الم لایا نہیں کرتے
نبی کے نام لیوا غم سے گھبرایا نہیں کرتے

بزرگانِ دین کا انداز: ہمارے بزرگ بلاؤں اور مصیبتوں کے ملنے پر ایسے ہی خوش ہوتے جیسے دنیا والے دنیوی نعمتیں ہاتھ آنے پر خوش ہوتے۔[13] یہی نہیں بلکہ وہ مصیبت پر اللہ پاک کا شکر ادا کیا کرتے تھے، جیسا کہ منقول ہے: حضرت فتح مَوصلی رحمۃُ اللہِ علیہ کو دردِ سر ہوا تو خوش ہو کر ارشاد فرمایا: اللہ پاک نے مجھے وہ مرض عنایت فرمایا ہے جو انبیائے کرام علیہم السلام کو درپیش ہوتا تھا لہٰذا اب اس کا شکرانہ یہ ہے کہ میں 400 رکعت نفل پڑھوں۔[14] افسوس! آج ہمیں معمولی سا دردِ سر بھی ہو جائے تو معاذ اللہ فرض نمازیں بھی قضا کر بیٹھتی ہیں۔ یوں ہی ذرا سا بخار ہو جائے تو فرض روزے چھوڑ دیتی ہیں۔

بیماری کے علاج کے لیے تدبیر و علاج اور دوا کرنا حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم سے ثابت ہے، بلکہ آپ سے کئی بیماریوں کے علاج بھی مَروی ہیں۔ لہٰذا جب کوئی بیماری آئے تو کسی قابلِ اعتماد لیڈی ڈاکٹر سے ضرور رجوع کیجئے اور صرف اسی ایک سے علاج کروائیے تاکہ وہ آپ کے طبعی مزاج کو آسانی سے جان سکے۔ مختلف بیماریوں کے علاج اور مسائل کے حل کے لیے دعوتِ اسلامی کے تحت قائم روحانی علاج کے بستے سے اپنے شوہر یا کسی محرم کے ذریعے مفت تعویذات بھی حاصل کیے جا سکتے ہیں۔ اللہ پاک کی رحمت سے کئی مریض ان تعویذات کی برکت سے شفایاب ہو چکے ہیں۔ اللہ پاک نے چاہا تو ان کی برکت سے آپ کو بھی بیماریوں سے شفا ملے گی اور دیگر مسائل بھی حل ہوں گے۔ اللہ پاک ہمیں بیماریوں میں ثواب کی امید رکھتے ہوئے صبر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم

---

(1) مسندِ امام احمد، 5/114، رقم: 14731 (2) مسندِ امام احمد، 6/77، رقم: 17118 (3) مراۃ المناجیح، 2/429 (4) معجم اوسط، 4/101، حدیث: 5351 (5) مسند امام احمد، 5/594، حدیث: 16654 (6) معجم اوسط، 2/48، حدیث: 2460 (7) مسلم، ص 1068، حدیث: 6570 ملتقطاً (8) بہار شریعت، حصہ: چہارم، 1/799 (9) مراۃ المناجیح، 5/510 (10) بہار شریعت، حصہ: چہارم، 1/858-859 ماخوذاً (11) ابو داود، 3/245، حدیث: 3089 ملتقطاً (12) مکاشفۃ القلوب، ص 15 (13) سیر اعلام النبلاء، 9/179، رقم: 1697 (14) فیضانِ سنت، ص 388 ملخصاً

روزِ قیامت اور آسمان کی کیفیت (قسط 5)

از: شعبہ ماہنامہ خواتین

قرآنِ کریم کی مختلف آیات میں قیامت کے دن آسمان سے متعلق مختلف احوال اور عجیب و غریب کیفیات کو بیان کیا گیا ہے اور ان تمام باتوں پر ایمان لانا ضروری ہے یعنی جب اللہ پاک چاہے گا قیامت کے دن یا قربِ قیامت میں آسمان میں مختلف کیفیات کا وقوع ضرور ہو گا، مگر ان کیفیات کی حقیقت کو اللہ پاک ہی بہتر جانتا ہے۔ بہر حال قرآن و حدیث میں اس حوالے سے جو رہنمائی کی گئی ہے، ذیل میں اس کا ایک مختصر جائزہ پیش ہے۔

قیامت کے آغاز میں جب ہر شے فنا ہو رہی ہو گی تو اس وقت آسمان کی کیفیت کو قرآنِ کریم میں کچھ یوں بیان کیا گیا ہے: یَوْمَ تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْرًا ﴿۹﴾ (پ27، طور:9) ترجمۂ کنز العرفان: جس دن آسمان سختی سے ہلے گا۔ یعنی روزِ قیامت آسمان تھر تھرائے گا، لرزنے لگے گا، یا جھومنے یا جھولنے لگے گا۔ جس طرح تیز ہوا سے درختوں کی شاخیں حرکت کرتی ہیں یہی دن وقوعِ عذاب کا دن ہے جس کا وعدہ کفار کو دیا گیا ہے۔[1]

اس کے بعد آسمان اپنی عظمت و قوت کے باوجود اس دن کی ہولناکی اور شدت کی وجہ سے پھٹ جائے گا۔[2] آسمان کے اس پھٹنے کا تذکرہ قرآنِ کریم کی کئی آیات میں ہوا ہے اور متفرق مقامات پر اس کی متفرق حالتوں کو بیان کیا گیا ہے۔ مثلاً ایک مقام پر ہے: السَّمَآءُ مُنْفَطِرٌۢ بِهٖ (پ29، المزمل:18) ترجمۂ کنز العرفان: آسمان اس کی وجہ سے پھٹ جائے گا۔ جبکہ ایک مقام پر ہے: وَ انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِیَ یَوْمَىٕذٍ وَّاهِیَةٌ ﴿۱۶﴾ (پ29، الحاقۃ:16) ترجمۂ کنز العرفان: اور آسمان پھٹ جائے گا تو اس دن وہ بہت کمزور ہو گا۔ سورۂ رحمن میں ہے: فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ ﴿۳۷﴾ (پ27، الرحمن:37) ترجمۂ کنز العرفان: پھر جب آسمان پھٹ جائے گا تو گلاب کے پھول جیسا (سرخ) ہو جائے گا جیسے سرخ چمڑا۔ یعنی قیامت کے دن آسمان اس طرح پھٹ جائے گا کہ جگہ جگہ سے چیرا ہوا ہو گا اور اس کا رنگ گلاب کے پھول کی طرح اور ایسا سرخ ہو گا جیسے بکرے کی رنگی ہوئی کھال ہوتی ہے، یہ ایسا ہولناک منظر ہو گا جسے لفظوں میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔[3]

ساتوں آسمان چونکہ ایک دوسرے سے جدا ہیں اور ہر دو آسمانوں کے درمیان 500 سال کی مسافت کا فاصلہ ہے۔[4] قیامت کے دن یہ سب پھٹ جائیں گے۔ جیسا کہ سورۂ مرسلات کی تفسیر میں ہے: اس دن آسمان اللہ پاک کے خوف سے پھٹ جائیں گے اور ان میں سوراخ ہو جائیں گے۔[5] یہی بات ایک اور جگہ یوں مذکور ہے: وَ یَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَ نُزِّلَ الْمَلٰٓىٕكَةُ تَنْزِیْلًا ﴿۲۵﴾ (پ19، الفرقان:25) ترجمۂ کنز العرفان: اور جس دن آسمان بادلوں سمیت پھٹ جائے گا اور فرشتے پوری طرح اتارے جائیں گے۔ اس آیت کے تحت تفسیر خازن میں ہے: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: (جب قیامت قائم ہو گی تو اس دن) پہلے آسمانِ دنیا پھٹے گا اور وہاں کے رہنے والے فرشتے زمین پر اتریں گے اور ان کی تعداد زمین کے جن و اِنس سب سے زیادہ ہو گی، پھر دوسرا آسمان پھٹے گا اور وہاں کے رہنے والے فرشتے اتریں گے، وہ آسمانِ دنیا کے رہنے والوں سے اور جن و اِنس سب سے زیادہ ہیں، اسی طرح آسمان پھٹتے جائیں گے اور ہر آسمان والوں کی تعداد اپنے ماتحتوں سے زیادہ ہے یہاں تک کہ ساتواں آسمان پھٹے گا، پھر کرّوبین (یعنی فرشتوں کے سردار) اتریں گے، پھر عرش اٹھانے والے فرشتے اتریں گے۔[6] جبکہ تفسیر

مظہری میں ہے کہ قیامت کے دن اللہ پاک کے حکم سے جب آسمان پھٹے گا تو اس وقت ملائکہ آسمان کے کناروں پر ہوں گے، وہ نیچے اتر کر ساری زمین اور زمین والوں کو گھیر لیں گے، پھر یہ حال ساتوں آسمانوں کا ہو گا۔ اس کے بعد سب فرشتے قطار در قطار صف بستہ ہو جائیں گے، پھر ایک فرشتہ اترے گا جس کے بائیں جانب جہنم ہو گا تو زمین والے جہنم کو دیکھ کر ادھر ادھر بھاگ پڑیں گے مگر زمین کے جس کنارے پر پہنچیں گے وہاں ملائکہ کی سات صفیں گھیرے ہوئے ملیں گی مجبوراً اسی جگہ جہاں سے بھاگے تھے لوٹ آئیں گے۔[7]

آسمان کی اس کیفیت کو قرآنِ پاک میں یوں بھی بیان کیا گیا ہے: فُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ اَبْوَابًا ﴿۱۹﴾ (پ30، النبا:19) ترجمۂ کنز العرفان: آسمان کھول دیا جائے گا تو وہ دروازے بن جائے گا۔ یعنی روزِ قیامت آسمان کھول دیا جائے گا تو وہ کثیر دروازوں والا ہو جائے گا اور اس میں ایسے راستے بن جائیں گے جن سے فرشتے اُتریں گے۔[8] مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃُ اللہِ علیہ ان آسمانی دروازوں کے متعلق فرماتے ہیں: آسمان میں بے شمار دروازے ہیں، جن میں سے بعض خصوصی ہیں، بعض عمومی۔ ہر شخص کے رزق اترنے، اعمال چڑھنے کا علیحدہ دروازہ ہے جو اس کی موت پر بند کر دیا جاتا ہے حضور کی معراج کیلئے خاص دروازہ تھا جو حضرت جبرائیل نے معراج میں حضور کے لیے کھلوایا، اسی لیے دربان نے پوچھا کہ تم کون ہو اور تمہارے ساتھ کون ہے، معلوم ہوا کہ آپ نئے دروازے سے گئے تھے۔ عمومی دروازے بہت قسم کے ہیں، جیسے توبہ کا دروازہ ہر وقت کھلا رہتا ہے، قریبِ قیامت بند ہو گا۔ یہاں ان دروازوں سے مراد وہ دروازے ہیں جو خاص قیامت کے دن کھولے جائیں گے، جن سے قیامت کے منتظمین فرشتے اتریں گے، یہ دروازے لوگوں کو محسوس ہوں گے، اسی لیے ارشاد ہوا: فَكَانَتْ اَبْوَابًا۔[9]

آسمان کی دیگر کیفیات: حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: قیامت کے دن (مختلف اوقات میں) آسمان کے رنگ بدلتے رہیں گے۔ مثلاً کبھی یہ گلی ہوئی چاندی کی طرح ہو گا، کبھی رنگے ہوئے چمڑے کی طرح ہو گا اور کبھی سرخ ہو گا۔[10] ایک قول میں ہے: اس دن آسمان سونے کا ہو گا۔[11] اور سورۂ معارج میں ہے: يَوْمَ تَكُوْنُ السَّمَآءُ كَالْمُهْلِ ﴿۸﴾ (پ29، المعارج:8)

ترجمۂ کنز العرفان: جس دن آسمان پگھلی ہوئی چاندی جیسا ہو جائے گا۔

قرآنِ پاک سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ابھی جو آسمان ہمیں دکھائی دے رہا ہے، چونکہ یہ پھٹ جائے گا، لہٰذا قیامت کے دن اسے لپیٹ کر اس کی جگہ دوسرا آسمان لایا جائے گا مثلاً سورۂ انبیاء کی آیت نمبر 104 کی تفسیر میں ہے: قیامت کے دن آسمان کو اس طرح لپیٹا جائے گا جیسے فرشتہ بندے کی موت کے وقت اس کے نامۂ اعمال کو لپیٹتا ہے۔[12] اور سورۂ تکویر کی 11ویں آیت کے تحت مذکور ہے: قیامت کے دن آسمان کو اس کی جگہ سے الگ کر لیا جائے گا جیسے ذبح کی ہوئی بکری کے جسم سے کھال کھینچ کر الگ کر لی جاتی ہے۔[13] یہی نہیں بلکہ مفسرین فرماتے ہیں: آسمان دو بار تبدیل ہو گا: پہلی بار صور پھونکنے سے پہلے، اس وقت یہ تانبے کی طرح سرخ ہو گا اور اس کا پوست اتار لیا جائے گا، پھر صور پھونکنے کے بعد انہیں لپیٹ کر ان کی جگہ دوسرا آسمان آجائے گا۔[14]

تفسیر نور العرفان میں مذکورہ تمام باتوں کو یوں تطبیق دی گئی ہے کہ قیامت میں پہلے تو آسمان کی صفات و حالات بدل جائیں گے کہ آسمان کے تارے جھڑ جائیں گے اور سرخ چمڑے اور کبھی تیل کی گارد کی طرح ہو جائے گا جسے قرآن میں مُھْل اور دِھَان فرمایا گیا، دوسرے نفخہ سے پہلے ہو گا۔ پھر حساب و کتاب کے وقت آسمان کی ذات ہی بدل جائے گی اور وہ سونے کا ہو گا، لہٰذا روایات میں تعارض نہیں۔[15]

---

(1) تفسیر حسنات، 6 / 194 (2) تفسیر طبری، 12 / 214 (3) تفسیر روح البیان، 9 / 302 (4) ترمذی، 5 / 194، حدیث: 3309 (5) تفسیر صراط الجنان، 10 / 494 (6) تفسیر خازن، 3 / 370 (7) تفسیر مظہری، 7 / 18 (8) تفسیر روح البیان، 10 / 300 (9) تفسیر نور العرفان، ص 929 (10) البدور السافرة، ص 46 (11) التذکرة للقرطبی، ص 185 (12) تفسیر جلالین، ص 277 (13) تفسیر صراط الجنان، 10 / 548 (14) تفسیر مظہری، 5 / 149 (15) تفسیر نور العرفان، ص 416

حضور کی والدہ ماجدہ (قسط 7)

از: شعبہ ماہنامہ خواتین

اہلِ کتاب کی حالت: حضرت کعب الاحبار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے تورات میں پڑھا ہے۔ اللہ پاک نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حضور کی ولادت کے وقت کے متعلق بتا دیا تھا۔ لہٰذا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو بتایا کہ فلاں ستارہ جو تمہارے ہاں فلاں نام سے معروف ہے، جب حرکت کرے اور اپنی جگہ سے چلنے لگے وہ محمد عربی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی ولادت باسعادت کا وقت ہو گا۔ یہی وجہ ہے کہ علمائے بنی اسرائیل نسل در نسل اس بات سے آگاہ تھے۔[1]

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی ولادت شریف کے وقت 7 یا 8 سال کا بچہ تھا۔ میں نے سنا اور دیکھا کہ ایک یہودی صبح کے وقت اپنی قوم کو پکار رہا تھا اور فریاد کر رہا تھا۔ یہودیوں نے اس سے کہا: کیا ہوا ہے، کیوں فریاد کر رہے اور ہمیں بلا رہے ہو؟ بولا: آج کی رات احمد کے ستارے نے طلوع کر لیا ہے۔[2]

اسی طرح ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مکہ مکرمہ میں ایک یہودی تجارت کرتا تھا جب وہ رات آئی جس میں سید عالم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے ولادت فرمائی تو اس یہودی نے کہا: اے گروہِ قریش! کیا آج کی رات تم میں کوئی لڑکا پیدا ہوا ہے؟ قریشیوں نے کہا: ہمیں معلوم نہیں۔ اس یہودی نے کہا: اس آخری امت کا نبی پیدا ہو گیا ہے اور اس کے دونوں شانوں کے درمیان ایک علامت ہے جس میں گھوڑے کی رگ کی مانند بال جمع ہیں۔ پھر جب اس یہودی کو سیدہ آمنہ کے پاس لایا گیا اور اس نے حضور کی پشت مبارک سے قمیض اٹھا کر علامت دیکھی تو وہ بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑا اور کہنے لگا: خدا کی قسم! بنی اسرائیل سے نبوت جاتی رہی۔[3]

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم مقدس شانوں کے درمیان مہرِ نبوت کے ساتھ پیدا ہوئے تھے اور یہ آپ کی نبوت کی ان علامات میں سے ہے جس سے اہل کتاب آپ کو پہچانتے تھے اور اس کے متعلق پوچھا کرتے تھے اور اسے دیکھنے کا مطالبہ بھی کیا کرتے تھے۔[4]

امام واقدی سے مروی ہے کہ مکۂ مکرمہ میں یوسف نامی ایک یہودی رہتا تھا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی تو حضور کی پیدائش کی تصدیق کی خاطر قریش کی ہر ہر محفل میں جا کر اہلِ قریش سے کہنے لگا: اے گروہِ قریش! تمہارے ہاں آج رات اس امت کا نبی پیدا ہو چکا ہے۔ چونکہ ابھی قریش میں سے کسی کو بھی اس واقعہ کا علم نہ تھا، لہٰذا اسے کچھ معلوم نہ ہو رہا تھا یہاں تک کہ جب وہ حضرت عبد المطلب کے پاس آیا اور اسے بتایا گیا کہ حضرت عبد اللہ کے ہاں ایک بچہ پیدا ہوا ہے۔ تو وہ بولا: تورات کی قسم! وہ نبی ہے۔[5]

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ بنو قریظہ، بنو نضیر، فدک اور خیبر کے یہودی حضور کی پیدائش سے قبل آپ کی صفات جانتے تھے، وہ یہ بھی جانتے تھے کہ آپ مدینہ

طیبہ کی طرف ہجرت کریں گے، جب آپ کی ولادت ہوئی تو یہود کے علمانے کہا: آج رات احمد مجتبیٰ پیدا ہو گئے ہیں۔ ان کا ستارہ طلوع ہو گیا ہے۔[6]

قسط چہارم میں تفصیل سے یہ روایت بیان ہو چکی ہے کہ مَرُّ الظَّهْرَان کے مقام پر ایک شامی راہب اہلِ مکہ کو ایک ایسے بچے کے پیدا ہونے کی خبر دیا کرتا تھا جس کے دین کو اہل عرب اختیار کریں گے اور وہ عجم کا بھی مالک ہو گا۔ چنانچہ جب اسے معلوم ہوا کہ حضرت عبد المطلب کے ہاں ایک بچہ پیدا ہوا ہے تو اس نے پوچھا: اس کا نام کیا رکھا ہے؟ جب بتایا گیا کہ اس کا نام محمد رکھا ہے تو وہ بولا: اللہ کی قسم! میں جانتا تھا کہ وہ بچہ آپ کے ہی گھرانے میں پیدا ہو گا، اس کی پہچان کی تین خصوصیات پائی جارہی ہیں: ❶ اس کا ستارہ گزشتہ رات طلوع ہوا ❷ وہ آج کے دن پیدا ہوا اور ❸ اس کا نام محمد ہے۔[7]

شیاطین کی حالت: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ شیاطین کو آسمانوں پر جانے کی اجازت تھی۔ انہیں روکا نہ جاتا تھا وہ ان میں داخل ہو کر زمین پر عنقریب ظاہر ہونے والے امور کی خبریں لاکر کاہنوں کو بتادیتے تھے۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی ولادت ہوئی تو انہیں 3 آسمانوں سے روک دیا گیا۔ جبکہ حضرت وہب کی روایت کے مطابق انہیں 4 آسمانوں سے روک دیا گیا۔ پھر جب حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی تو انہیں سارے آسمانوں سے روک دیا گیا اور آسمانوں کو شہابِ ثاقب سے محفوظ کر دیا گیا۔ اب جو بھی چوری چھپے سننے کی کوشش کرتا ہے اسے شہابِ ثاقب مارا جاتا ہے۔ اس کے بعد جب حضور نے اپنی نبوت کا اعلان فرمایا تو اس وقت اس شہاب باری میں بھی مزید تیزی آگئی۔[8]

تفسیر بقی بن مخلد کے حوالے سے کئی مؤرخین و سیرت نگاروں نے یہ بات نقل کی ہے کہ شیطان چار مرتبہ دھاڑیں مار مار کر رویا: ❶ جب اس پر لعنت کی گئی ❷ جب اسے زمین پر اتارا گیا ❸ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی ولادت ہوئی اور ❹ جب سورہ فاتحہ نازل ہوئی۔[9] جبکہ یہی روایت امام مجاہد سے بھی منقول ہے مگر اس میں ہے کہ شیطان تیسری مرتبہ اس وقت رویا جب حضور کی بعثت ہوئی۔[10]

قسط دوم میں یہ روایت تفصیلاً بیان ہو چکی ہے کہ جب اللہ پاک کے اذن سے نورِ سرکار بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کے بطنِ اطہر میں منتقل ہوا تو شیطان لعین 40 دن تک اوندھے منہ پڑا رہا، پھر جبلِ ابی قبیس پر پہنچ کر بلند آواز سے رونے لگا، دیگر شیاطین اس کے پاس جمع ہوئے اور وجہ پوچھی تو وہ بولا: تم سب ہلاک و برباد ہو جاؤ! فلاں عورت نے ہم سب کی ہلاکت کا سامان کر دیا ہے۔ پھر اس نے انہیں بتایا کہ جلد ہی آخری نبی حضرت محمد پیدا ہونے والے ہیں، ان کے پاس توحید کی ایسی تلوار ہو گی جس سے وہ ہمیں اس طرح کاٹیں گے کہ اس کے بعد زندگی کا تصور محال ہو گا، وہ تمام ادیان کو مٹادیں گے، بت پرستی کا خاتمہ کر دیں گے، بلکہ ہم دنیا میں جدھر بھی جائیں گے اللہ پاک کی وحدانیت کا ہی چرچا پائیں گے۔[11] پھر جب حضور کی پیدائش ہوئی تو شیطان نے اپنے لشکریوں سے کہا: آج رات ایک ایسا بچہ پیدا ہوا ہے جو ہمارا معاملہ برباد کر دے گا۔ اس پر اس کے لشکریوں نے اسے مشورہ دیا کہ اگر ایسا ہے تو پھر اگر ممکن ہو تو تم ہی جاکر اس بچے کی عقل میں خرابی پیدا کر دو۔ چنانچہ شیطان کو یہ بات اچھی لگی مگر جب وہ اس پر عمل کرنے کے لئے حضور کے قریب ہوا تو اللہ پاک نے حضرت جبرائیل امین علیہ السّلام کو آپ کی حفاظت کے لئے بھیجا اور انہوں نے آتے ہی شیطان لعین کو کھینچ کر ایسی ٹانگ رسید کی کہ وہ ملک عدن میں جا گرا۔[12]

---

❶ السیرۃ النبویہ، 1/ 48 ❷ مدارج النبوت مترجم، 2/ 30 ❸ مدارج النبوت مترجم، 2/ 29 ❹ لطائف المعارف، ص 183 ❺ السیرۃ النبویہ، 1/ 49 ❻ طبقات ابن سعد، 1/ 127 ❼ مواہب اللدنیہ، 1/ 76 ❽ السیرۃ النبویہ، 1/ 48 ❾ البدایہ والنہایہ، 2/ 223 ❿ حلیۃ الاولیاء، 3/ 341، الرقم: 4209 ⓫ شرف المصطفٰی، 1/ 347، حدیث: 92 ⓬ خصائص کبریٰ، 1/ 86

سلسلہ معجزات انبیا

حضرت یوسف علیہ السّلام کے معجزات و عجائبات (قسط 5)

از: شعبہ ماہنامہ خواتین

دریائے نیل پر غسل جب حضرت یوسف علیہ السّلام دریائے نیل کے کنارے پہنچے اور مصر وہاں سے صرف ایک دن کی منزل رہ گیا تو مالک نے حضرت یوسف سے عرض کی: مصر آگیا ہے، راستے کی تھکن اور سفر کا گرد و غبار دور کرنے کے لئے آپ اپنا لباس اتار کر یہاں غسل فرمالیں۔ چنانچہ آپ نے جب کرتا اتار کر دریائے نیل میں غوطہ لگایا تو مچھلیاں آپ کی پیٹھ صاف کرنے اور ملنے لگیں اور پھر جب آپ غسل سے فارغ ہوئے تو اللہ پاک نے آپ کا حسن و جمال مزید کئی گنا بڑھا دیا۔ مالک (یہ دیکھ کر دنگ رہ گیا اور چونکہ وہ ابھی تک آپ کی حقیقت سے آگاہ نہ تھا، لہٰذا آپ کو ہی اپنے عقیدہ کے مطابق خدا سمجھ کر) آپ کو سجدہ کرنے لگا تو آپ نے (اس کی غلط فہمی کو بھانپ کر) فرمایا: مجھے سجدہ نہ کر، سجدہ خاص خدا ہی کے لئے ہے (میں تو اس کا بندہ ہوں)۔ پھر دوسرے دن مالک نے حضرت یوسف کے سر پر یاقوت اور موتیوں سے سجا ایک سونے کا تاج رکھا اور مصری رواج کے مطابق انتہائی قیمتی اور خوبصورت لباس وغیرہ سے آراستہ کرکے ایک اونٹنی پر سوار کیا۔

مصر کے دروازے پر جب حضرت یوسف مصر کے دروازے پر پہنچے تو مصر میں ہر طرف یہ آواز گونجتی سنائی دے رہی تھی: اے مصر والو! تمہارے پاس ایک ایسا نوجوان آیا ہے جو اس سے ملے گا سعید اور نیک بخت ہو جائے گا، جو اسے دیکھے گا خوش اور کامیاب ہو جائے گا، اسے تلاش کرو اور اس کی زیارت سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کرو۔ ہر کسی کو یہ آواز تو سنائی دے رہی تھی مگر پکارنے والا دکھائی نہ دے رہا تھا، چنانچہ ہر کوئی یہ سن کر تشویش کا شکار تھا کہ اتنے میں پھر آواز آئی: تم سب اس نوجوان کو مالک بن زعر کے ہاں مل سکتے ہو۔[1]

مصر میں داخلہ جب حضرت یوسف علیہ السّلام شہر مصر میں داخل ہوئے تو ہر طرف پرندے چہچہانے لگے، درخت لہلہانے و جھومنے لگے، پھل عمدہ و خوشبودار و لذیذ ہو گئے، ہر ایک (حضرت یوسف علیہ السّلام کی زیارت کے لئے) بے قرار تھا، کیونکہ ہر طرف آپ کی آمد کے ہی آثار ظاہر تھے، اہل مصر آپ کے دیدار کے لئے اتنے بے قرار تھے کہ ان میں سے کسی نے اس رات کھانا کھایا نہ پانی پیا۔[2]

مصر میں پہلا دن صبح ہوتے ہی لوگ مالک بن زعر کے گھر کے ارد گرد دیوانہ وار پھرنے لگے، مالک کو معلوم ہوا تو اس نے گھر کی چھت پر چڑھ کر پوچھا: تم کیا چاہتے ہو؟ لوگ بولے: جس غلام کو تم لائے ہو ہم اسے دیکھنا چاہتے ہیں۔ مالک حیرانی سے بولا: اس غلام میں ایسی کیا بات ہے؟ اس کی صورت و جسامت بھی تو عام لوگوں کی طرح ہی ہے۔ (مگر لوگ نہ مانے اور ان کی بھیڑ اور دیوانگی بڑھتی ہی جارہی تھی) اتنے میں حضرت یوسف علیہ السّلام کے ساتھ جو فرشتہ آدمی کی صورت میں رہتا تھا اس نے مالک کو مشورہ دیا: ان لوگوں سے کہو جو اس غلام کو دیکھنا چاہتا ہے، وہ پہلے ایک دینار دے۔ سب بخوشی ایک ایک دینار ادا کرنے پر راضی ہو گئے، چنانچہ مالک کے پاس 6 لاکھ دینار جمع ہو گئے یعنی 6 لاکھ لوگوں نے اس دن حضرت یوسف کا دیدار کیا اور ان میں سے جو بھی آپ کے حسن و جمال کو دیکھتا، اپنے حواس میں نہ رہتا، یہاں تک کہ اسے باہر جانے کا راستہ بھی نہ ملتا، لہٰذا مالک کے حکم پر اس کے دیگر غلام ان سب لوگوں کو اٹھا اٹھا کر گھر سے باہر ڈالتے جاتے، ان کی دیوانگی کا عالم یہ تھا

کہ انہیں اپنے گھر کی راہ معلوم تھی نہ وہ قریب کھڑے شخص کو پہچان رہے تھے، وہ کچھ بولتے تھے نہ کچھ سنتے تھے۔[3]

دوسرا دن دوسرے دن مالک نے حضرت یوسف علیہ السّلام کی زیارت کیلئے دو دینار کی شرط رکھی تو اس دن بھی چھ لاکھ لوگوں نے زیارت کی اور 12 لاکھ دینار جمع ہوئے۔ پھر مالک نے حضرت یوسف کو ایک انتہائی مزین تخت پر پوری سج دھج کے ساتھ بٹھایا اور ہر کسی کیلئے اپنے گھر کے دروازے کھول کر یہ اعلان کرا دیا: جو اس غلام کو خریدنا چاہتا ہے، سامنے آئے۔ لوگ اپنا کل مال لے آئے، مگر انسانی شکل میں موجود فرشتے نے ان لوگوں سے کہا: اپنا اپنا مال اٹھا کر چلتے بنو! یہ غلام بہت معزز و اعلیٰ ہے، اسے تو کوئی بادشاہ ہی خرید سکتا ہے۔[4]

تیسرا دن تیسرے دن مالک صحن میں بیٹھا ہوا تھا، اس کے سر پر سونے کا تاج اور ہاتھ میں چھڑی تھی۔ اتنے میں لوگ جمع ہو گئے، اس دن سب سے پہلے رسمی کلمات کے بعد مالک نے ان کے لیے ریشمی قالین پر سونے کے دستر خوانوں پر جواہرات کی رکابیوں میں انہیں لذیذ کھانے پیش کئے اور ٹھنڈا پانی پلایا، پھر ملک شام کے تحائف دیئے، اس کے بعد بولا: اے اہلِ مصر! کچھ اور چاہئے تو بتاؤ! وہ بولے: آج کے دن ہمارا شہر انتہائی خیر وبرکت والا ہو گیا ہے اور اے مالک! یہ برکت تم ہی لائے ہو۔ مالک اپنا سر جھکا کر کچھ سوچنے لگا، پھر بولا: یہ ساری خیر وبرکت حقیقت میں اس غلام کی وجہ سے ہے جسے میں نے ملک شام کی وادی کنعان میں جبل اردن کے پاس سے خریدا تھا۔ لوگ بولے: تم چونکہ تاجر ہو، لہٰذا اگر اسے بیچنا چاہتے ہو تو ہم بھاری قیمت دے کر اسے خرید لیں گے اور اگر بیچنا نہیں چاہتے تو کم از کم ہمیں اس کا حسن وجمال اچھی طرح دیکھ لینے دو۔ اس پر مالک بولا: اے اہلِ مصر! آج تو تم اسے دیکھ نہیں سکتے، باقی رہا اسے بیچنے والی بات تو میں اسے ضرور بیچوں گا۔ بولے: پھر تو ہم اسے دیکھنے کے لئے یہیں بیٹھے ہیں۔ اس پر مالک نے کہا: جمعہ کے دن صبح کے وقت میں غلام کو اس جگہ لے جاؤں گا جہاں غلام بکتے ہیں۔ وہاں ایک جگہ خشک اور بلند تھی، اس پر سبزہ تھا نہ کوئی اور چیز۔ مالک نے اس زمین پر ہر رنگ کے سنگِ مرمر کے ستون بنائے اور ان پر ریشمی پردے لٹکا دیئے، وہ ستون گویا کہ ایک قبہ کی مانند ہو گئے، پھر اس میں جواہر سے آراستہ صندل کی ایک کرسی رکھی جس کے چاروں پائے سونے کے تھے جن پر زمرد کی چھڑیاں جڑی ہوئی تھیں، ہر پائے پر سونے کا ستون تھا اور اس پر ایک مور دونوں بازو کھولے ہوئے بیٹھا تھا، پھر حضرت یوسف علیہ السّلام کے بیٹھنے کے لیے کرسی کے اوپر مشک و عنبر سے مہکتا ہوا ایک ریشمی قالین بچھایا گیا۔ مالک بن زعر نے یہ سب اہتمام اس لئے کیا تھا کہ حضرت یوسف علیہ السّلام کی عظمت و شان ظاہر ہو اور ہر ایک چھوٹا بڑا، مرد و عورت اور آزاد و غلام آپ کو دیکھ سکے۔ چنانچہ یہ سب اہتمام کرنے کے بعد اس نے لوگوں کو اکٹھا کرنا شروع کر دیا اور پھر جمعہ کے دن یہ اعلان کیا کہ جو حضرت یوسف کی زیارت کرنا چاہتا ہے، پہلے دو دینار دے۔ چنانچہ اس دن بھی اس کے گھر پر 12 لاکھ دینار جمع ہوئے۔ اس کے بعد اس نے جب حضرت یوسف کو بیچنے کا ارادہ ظاہر کیا تو اس مرتبہ ہر ایک چھوٹا بڑا، مرد و عورت اور بوڑھا و جوان خریدنے کی امید سے آ گیا، یہاں تک کہ کنواری عورتیں اپنے گھروں سے اور عابدہ و زاہدہ عورتیں عبادت خانوں سے نکل آئیں، پہاڑوں اور جنگلوں سے بھی لوگ آ گئے، یہاں تک کہ ہر ایک نے اپنی ساری دولت مالک کے سامنے ڈھیر کر دی۔ مگر انسانی شکل میں موجود فرشتے نے اس بار بھی سب لوگوں سے کہا: اپنا مال اٹھا لو! یہ غلام انتہائی قیمتی ہے اور اس کی قیمت بادشاہ کی مثل ہی کوئی ادا کر سکتا ہے۔[5]

(یہ سلسلہ ابھی جاری ہے، اگلی اقساط میں حضرت یوسف علیہ السّلام کے بطور غلام بکنے کے بعد کے عجائبات و معجزات کا تذکرہ ہو گا۔)

---

(1) بحر المحبۃ، ص50 (2) بحر المحبۃ، ص52 (3) بحر المحبۃ، ص53 (4) بحر المحبۃ، ص54، 55 (5) بحر المحبۃ، ص57-58

شرح سلامِ رضا

بنت اشرف عطاریہ مدنیہ
ڈبل ایم اے (اردو، مطالعہ پاکستان)
گوجرہ منڈی بہاؤ الدین

(45)

معنیٔ قد رأی مقصدِ ما طغٰی
نرگسِ باغِ قدرت پہ لاکھوں سلام

مشکل الفاظ کے معانی: قد رأی: تحقیق اس نے دیکھا۔ **ماطغٰی:** نہ بہکا۔ **نرگس:** پیلے رنگ کا پھول جس کی شکل آنکھ سی ہوتی ہے۔

مفہومِ شعر: حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم باغِ قدرت کا نرگسی پھول، آیتِ مبارکہ مَازَاغَ الْبَصَرُ وَ مَا طَغٰى (پ27، النجم:17)[1] کی غرض و غایت اور حدیثِ پاک مَنْ رَاٰنِی فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ[2] کا اصل معنیٰ و مفہوم ہیں، آپ پر لاکھوں سلام۔

شرح: معنیٔ قد رأی: حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم چونکہ اللہ پاک کی قدرت کاملہ کا بے مثل نمونہ ہیں، لہٰذا جس نے بھی آپ کو دل کی آنکھوں سے دیکھا وہ اس ہستی پر ایمان لے آیا کہ جس نے آپ کو پیدا فرمایا۔ گویا آپ کی ذات اپنے اس فرمان: جس نے مجھے دیکھا تحقیق اس نے حق کو دیکھا، کا عملی ثبوت ہے۔

مقصد ماطغٰی: سورہ نجم کی 17 نمبر آیت مبارکہ میں چونکہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی قوت کے کمال کا اظہار کیا گیا ہے کہ جب حضور نورِ باری تعالیٰ کے دیدار سے بہرہ اندوز ہوئے تو دائیں بائیں کسی طرف توجہ فرمائی نہ مقصود کے دیدار سے آنکھ ہٹائی اور نہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی طرح بے ہوش ہوئے، بلکہ ثابت رہے۔[3]

نرگسِ باغِ قدرت: یعنی حضور قدرتِ باری تعالیٰ کے باغ کا نرگسی پھول ہیں، نرگس کی شکل چونکہ آنکھ جیسی ہوتی ہے، لہٰذا اعلیٰ حضرت گویا کہ یہاں یہ فرما رہے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی ذات مبارک ہی وہ آنکھ ہے جو دیدارِ باری کی تاب رکھتی ہے۔ جیسا کہ بہار شریعت میں ہے: دنیا کی زندگی میں اللہ پاک کا دیدار نبیِّ کریم کے لئے خاص ہے۔[4]

(46)

جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آگیا
اس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام

مشکل الفاظ کے معانی: دم میں دم آگیا: جسم میں جان آگئی۔ **عنایت:** مہربانی۔ **نگاہ:** نظر۔

مفہومِ شعر: وہ نظرِ رحمت کہ جس کے پڑنے سے مردہ جسموں میں جان آجائے اس رحمت بھری نظر پہ لاکھوں سلام۔

شرح: حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی نگاہِ رحمت کی بھی کیا شان ہے کہ جس پر پڑ جائے اس کے دل کی سیاہی دور ہو جائے۔ جیسا کہ حضرت شیبہ بن عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد اور چچا حضرت علی اور حضرت حمزہ (رضی اللہ عنہما) کے ہاتھوں قتل ہوئے تھے، چنانچہ جب حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم غزوۂ حُنَیْن میں شریک ہوئے تو مجھے خیال آیا کہ اپنے چچا و والد کا بدلہ لیتے ہوئے ان کے نبی کو شہید کر دوں، لہٰذا میں حضور کے قریب ہوا اور حملہ کرنے ہی والا تھا کہ آگ کا ایک شعلہ بجلی کی طرح میری طرف بڑھا، میں ڈر کر بھاگنے لگا تو حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے مجھے دیکھ لیا اور اپنا ہاتھ مبارک میرے سینے پر رکھا، (جس کی برکت سے) اللہ پاک نے شیطان کو میرے دل سے نکال دیا، اس کے بعد میں نے حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی طرف نظر اُٹھائی تو آپ مجھے اپنی سماعت و بصارت

سے بھی زیادہ محبوب لگنے لگے۔[5]

(47)

نیچی آنکھوں کی شرم و حیا پر درود
اونچی بینی کی رفعت پہ لاکھوں سلام

مشکل الفاظ کے معانی: **بینی:** ناک۔ **رفعت:** بلندی۔

مفہومِ شعر: حضور کی شرم وحیا سے جھکی ہوئی مبارک آنکھوں پر درود اور مبارک ناک کی بلندی پہ لاکھوں سلام۔

شرح: نیچی آنکھوں کی شرم و حیا: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کنواری، پردہ نشین لڑکی سے بھی زیادہ باحیا تھے۔[6] اور اکثر حیا کی وجہ سے اپنی نگاہیں جھکائے رکھتے، بلکہ کسی سے بات کرتے ہوئے بھی اس کے چہرے پر نگاہیں نہ جماتے۔[7]

اونچی بینی کی رفعت: حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کی مبارک ناک خوبصورت دراز اور بلند تھی، اس پر ایک نور چمکتا تھا۔ جو بغور نہ دیکھتا وہ یہ سمجھتا کہ آپ کی مبارک ناک بہت اونچی ہے حالانکہ آپ کی ناک بہت زیادہ اونچی نہ تھی بلکہ بلندی اس نور کی وجہ سے محسوس ہوتی تھی جو آپ کی مقدس ناک کے اوپر جلوہ فگن تھا۔[8]

(48)

جن کے آگے چراغِ قمر جھلملائے
ان عِزاروں کی طلعت پہ لاکھوں سلام

مشکل الفاظ کے معانی: **قمر:** چاند۔ **عِزاروں:** رخساروں۔ **طلعت:** چمک۔

مفہومِ شعر: حضور صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کے مبارک رخساروں کی چمک دمک اور نورانیت کے سامنے چاند کی روشنی بھی ماند پڑ جاتی، ان نورانی رخساروں پہ لاکھوں سلام۔

شرح: نور والے آقا صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کے روشن اور درخشاں چہرے کے سامنے تو چاند بھی محض ایک ٹمٹماتا ہوا چراغ نظر آتا ہے اور کیوں نہ ہو کہ چاند کا نور نورِ مصطفےٰ کی خیرات ہے، لہٰذا چاند کا رخِ محبوب کی تابانیوں سے کوئی موازنہ ہی نہیں، اسی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کو چاندنی رات میں سُرخ (دھاری دار) حُلّہ پہنے ہوئے دیکھا، میں کبھی چاند کی طرف دیکھتا اور کبھی آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے چہرۂ انور کو دیکھتا، تو مجھے آپ کا چہرہ چاند سے بھی زیادہ خُوبصُورت نظر آتا تھا۔[9]

مفتی احمد یار خان رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: حقیقت میں چہرۂ مصطفےٰ چاند سے کہیں زیادہ حسین ہے کہ چاند صرف رات میں چمکے یہ چہرہ دن رات چمکے، چاند صرف تین رات چمکے یہ چہرہ ہمیشہ ہر دن رات چمکے، چاند جسموں پر چمکے یہ چہرہ دلوں پر بھی چمکے، چاند نورِ اَبدان (یعنی جسموں کو نُور) دے یہ چہرہ نورِ ایمان دے، چاند گھٹے بڑھے یہ چہرہ گھٹنے سے محفوظ رہے، چاند کو گِرہن لگے یہ کبھی نہ گہے، چاند سے عالَمِ اَجسام کا نظام قائم ہے، حضور سے عالَمِ ایمان کا، حضور کا چاند سے زیادہ حسین ہونا صرف ان کی عقیدت میں نہ تھا۔ بلکہ واقعہ یوں ہی ہے، چاند دیکھ کر کسی نے ہاتھ نہ کاٹے، حُسنِ یُوسف دیکھ کر زنانِ مصر (مِصر کی عورتوں) نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے اور حُسنِ یوسف سے حُسنِ محمد کہیں افضل ہے، لہٰذا حضرت جابر (رضی اللہ عنہ) کا یہ فرمان بالکل درست ہے۔[10]

حُسنِ یوسف پہ کٹیں مِصر میں انگشتِ زَناں
سَر کٹاتے ہیں تِرے نام پہ مردانِ عرب

---

1 ترجمۂ کنزالایمان: آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی۔
2 یعنی جس نے مجھے دیکھا بے شک اس نے حق کو دیکھا۔ (بخاری، 4/407، حدیث:6996)
3 تفسیر خازن، 4 / 193 ملتقطاً 4 بہار شریعت، 1 / 21، 20 ملخصاً 5 دلائل النبوۃ لابی نعیم، 1/112، رقم:144 6 معجم کبیر، 18/206، حدیث:508 7 جمع الوسائل، 1/52-53 8 ترمذی، 5/503، رقم:8 9 ترمذی، 4/370، حدیث:2820 10 مراٰۃ المناجیح، 8/60

مدنی مذاکرہ

(1) کورونا وائرس کا خوف

سوال: ایک افسوس ناک خبر یہ ہے کہ پھیلتے پھیلتے اب کورونا وائرس کے Patient (یعنی مریض) کراچی میں بھی ریکارڈ ہو چکے ہیں اور یہ چیز ٹھیک ٹھاک Viral (یعنی عام) ہو رہی ہے جس سے بہت خوف و ہراس پھیل رہا ہے۔ اس بارے میں کچھ ارشاد فرمائیے۔ (نگرانِ شوریٰ ابو حامد محمد عمران عطاری)

جواب: کورونا وائرس نیا دریافت ہوا ہے، اس کے بارے میں طرح طرح کی تحقیقات آرہی ہیں اور اسے بہت خطرناک مانا جا رہا ہے۔ انسانی جانیں بھی جارہی ہیں۔ اللہ کریم ہر مسلمان کی حفاظت فرمائے اور عاشقانِ رسول کو اس سے محفوظ رکھے، جن عاشقانِ رسول کو کورونا وائرس ہو گیا ہے، پاک پروردگار انہیں شفائے عاجلہ نافعہ عطا کرے۔ صبر و ہمت سے کام لیں، مَلَكُ الْمَوْت علیہ السلام کے پاس سب کی لسٹیں ہیں۔ بچنا کسی نے نہیں ہے، کورونا وائرس نے ڈرار کھا ہے، کاش! اپنے رب کا خوف اور ڈر ہم کو نصیب ہو جائے۔ بہر حال! ہمارے لئے عبرت ہے کہ کورونا وائرس سے ڈر لگ رہا ہے، ورنہ ویسے تو روز ہی حادثوں اور بیماریوں کی وجہ سے اموات ہوتی ہیں اور بیٹھے بیٹھے ہارٹ فیل ہو جاتا ہے۔ مَلَكُ الْمَوْت علیہ السلام کو وقت کا انتظار ہے، جیسے ہی وقت پورا ہو گا وہ ایک سیکنڈ بھی دیر نہیں لگائیں گے۔ (پ8، الاعراف:34) اللہ کریم ہمارا ایمان سلامت رکھے اور کورونا وائرس بلکہ تمام مہلک امراض سے ہماری حفاظت فرمائے۔ اللہ کریم آسانی دے اور مدینے پاک میں محبوب کے جلووں اور قدموں میں زیرِ گنبدِ خضرا شہادت نصیب کر دے، جنتُ البقیع میں مدفن مل جائے اور جنتُ الفردوس میں پیارے حبیب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا پڑوس نصیب ہو جائے۔[1]

(2) لوگوں میں سنسنی نہ پھیلائیے

سوال: آج کل لوگوں کی عادت سی ہوتی جا رہی ہے کہ وہ حوصلہ توڑنے والے معاملات بیان کرتے ہیں تو ان کی باتوں سے پریشانی ہو جاتی ہے، ایسے لوگوں کے بارے میں آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں؟

جواب: دراصل بعض لوگوں کا سنسنی پھیلانے کا ذہن ہوتا ہے، جیسا کہ آج کل "کورونا وائرس" کا سیزن ہے، ایک دوسرے کو مذاق میں بولتے ہوں گے کہ "تجھے لگتا ہے کچھ ہو گیا ہے!" وہ بے چارہ گھبرا جاتا ہو گا، ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ آپ دوسروں کو ڈرانے اور بھڑکانے جائیں گے تو کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کو کچھ ہو جائے، عین ممکن ہے کہ کسی بے چارے کی بددعا لگ جائے۔ "کورونا وائرس" کا معاملہ Serious ہے، ظاہر ہے ساری دنیا تو پاگل نہیں ہو گئی کہ "کورونا کورونا" کا راگ الاپ رہی ہے، آخر کچھ تو ہو گا جو ایسا کہہ رہے ہیں! اس کو مذاق بنانے کے بجائے اللہ پاک کا خوف بڑھانا چاہیے، عبادت کی طرف آنا چاہیے، گناہوں سے پیچھا چھڑانا چاہیے، مساجد کو آباد کرنے اور کروانے کے جتن کرنے چاہئیں، اللہ پاک کی بارگاہ میں فریاد کرنی چاہیے کہ یہی بچنے کی صورت ہے۔ دیکھئے! ساری دنیا نے کورونا وائرس کے آگے ہتھیار ڈال دیئے، بڑے بڑے ملک جو اسلحے سے نہیں جھکتے تھے آج انہوں نے

”کوروناوائرس“ کے آگے گھٹنے ٹیک دیئے۔ جن کو بم نہیں ڈرا سکتا تھا آج ”کوروناوائرس“ نے انہیں بھی گھر میں بٹھا دیا اور سب کو تھکا دیا ہے، اس میں ہمارے لیے عبرت ہے۔ اگر کوئی اسے مذاق بھی بناتا ہے تو اسے کہیں یار تم جیتے ہم ہارے۔ اللہ کریم ہمیں اس سے محفوظ و مامون رکھے۔

اٰمین بجاہِ النبی الامین صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم [2]

(3) کورونا سے گھبرانا نہیں

سوال: کوروناوائرس کی وجہ سے کئی لوگوں میں خوف وہراس اور بدحواسی پائی جارہی ہے کہ کیا معلوم! کب کیا ہو جائے! اس بارے میں کچھ تسلی عطا فرما دیجئے۔

جواب: وبائیں اور بیماریاں کہاں نہیں آتیں؟ کوروناوائرس کے علاوہ بہت سی بیماریاں ہیں جن سے آئے دن لوگ مر جاتے ہیں۔ یاد رکھئے! جو پیدا ہوا ہے اسے مرنا بھی ہے۔ موت تو برحق ہے۔ موت کا جو وقت مقرر ہے اسی وقت آئے گی۔ اب ان حالات میں جو فارغ وقت ملا ہے اس کو غنیمت جانیں۔ اگر قضا نمازیں یا قضا روزے باقی ہیں تو ان کی قضا کر لیں، اسی طرح تفسیر ”صراط الجنان“ کا مطالعہ شروع کر دیں اور دیگر ذکر و اذکار میں اپنا وقت گزاریں۔ عوام خواہ مخواہ گھبراتی ہے۔ ہمیں گھبرانا نہیں چاہیے۔ [3]

(4) کوروناوائرس کے چٹکلے بنانا کیسا؟

سوال: کورونا وائرس سے متعلق لوگ ہنسی مذاق والے چٹکلے بناتے ہیں ایسا کرنا کیسا؟ نیز یہ چٹکلے مزید لوگوں کو بھیجنا کیسا؟

جواب: جب آفت یا مصیبت کا سامنا ہو تو اللہ پاک کی بارگاہ میں توبہ واِستغفار کرنا چاہیے اور خوب ذکر و اذکار کر کے معافی مانگنی چاہیے نہ کہ مذاق مسخری شروع کر دینی چاہیے کہ یہ بہت خطرناک بات ہے۔ جو اس قسم کی حرکتیں کر رہا ہے وہ سوچے کہ اگر مجھے یہ کورونا ہو گیا تو میرا کیا حال ہو گا؟ بیماری اور پریشانی تو اپنی جگہ ہو گی لیکن اس کے ساتھ ساتھ اپنے کرتوتوں پر کتنی شرمندگی ہو گی؟ لہٰذا ہرگز اس طرح مذاق مسخری نہیں کرنی چاہیے۔ اگر کسی کے پاس ایسا کوئی چٹکلا آ جائے تو اس کو آگے نہیں بڑھانا چاہیے کہ اس وقت اللہ پاک کے بندے تکلیف میں ہیں اور ہمیں مذاق سوجھ رہا ہے، ظاہر ہے یہ اچھی بات نہیں ہے۔ [4]

(5) ایثار کی اہمیت

سوال: ایثار کا معنی کیا ہے؟ نیز ایثار کی کیا اہمیت ہے؟

(عمران اشرف عطاری۔ ویسٹرن UK)

جواب: دوسرے کی ضرورت کو اپنی ضرورت پر ترجیح دینا ایثار ہے۔ [5] مثلاً اگر کسی کو قلم کی ضرورت ہے اور مجھے بھی قلم کی ضرورت ہے تو اگر میں قلم اسے دے دوں تو اسے ایثار کہا جائے گا۔ ایثار کرنا ثواب کا کام ہے اور ایثار کرنے والے کے لئے مغفرت کی بشارت ہے۔ [6] آج کل ایثار کرنا تو دور کی بات ہے! لوگ ایک دوسرے سے چھیننے میں لگے ہوئے ہیں۔ لوگوں کی اتنی عجیب حالت ہے کہ غریب تکلیف و پریشانی میں ہے، ساتھ ہی کورونا کی وبا پھیلی ہوئی ہے، لیکن بعض تاجر حضرات اپنا مال مہنگا بیچ رہے ہیں۔ اگر کوئی سامان خریدنے آتا ہے تو اسے کہہ دیتے ہیں: ”نہیں ہے، ختم ہو گیا ہے“ اور بعد میں نکال کر مہنگا بیچتے ہیں۔ اسی طرح ناقص مال کو اچھا بتا کر بیچ دیتے ہیں۔ اللہ کریم ایسے تاجروں کو ہدایت دے۔ انہیں احتیاط کرنی چاہیے اور توبہ کرنی چاہیے۔ اللہ نہ کرے اگر انہیں کوروناوائرس لگ گیا تو کیا کریں گے! اگر یہ سستا نہیں بیچ سکتے تو کم از کم جس قیمت پر پہلے بیچتے تھے اسی قیمت پر اب بیچیں۔ ماشاء اللہ بعض تاجروں نے قیمتیں نہیں بڑھائی ہوں گی، وہ پُرانی قیمت پر ہی بیچ رہے ہوں گے، کیونکہ ہر ایک اس طرح کے موقعے سے فائدہ نہیں اٹھاتا۔ [7]

---

(1) ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنت، 5/232 (2) ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنت، 5/327 (3) ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنت، 5/339 (4) ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنت، 5/375 (5) احیاء العلوم مترجم، 3/772 (6) کنز العمال، 15/332، حدیث: 43105 (7) ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنت، 5/350

اللہ والوں کی تعلیمات

اُمِّ مِیلاد عطّاریہ*

ماہِ ربیعُ الآخر ہمارے ہاں کئی ناموں سے پہچانا جاتا ہے، گیارھویں کا مہینا، بڑی گیارھویں کا مہینا، بڑے پیر صاحب کا مہینا، غوثِ پاک کا مہینا وغیرہ۔ یعنی اس ماہِ مبارک کو پیرانِ پیر، روشن ضمیر حضرت سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃُ اللہِ علیہ سے نسبت ہے اور عمومی طور پر ہمارے ہاں اس ماہِ مقدس میں حضورِ غوث پاک اور دیگر اولیاءاللہ کی شان و عظمت اور تعلیمات کو بیان کیا جاتا ہے۔

ہم اولیائے کرام کی زندگانیوں، تعلیمات اور عادات پر غور کریں تو تقریباً سبھی اولیائے کرام کی سیرت میں جو چیز مشترک ملتی ہے وہ ہے "خوفِ خدا"۔ "خوفِ خدا" کے بارے میں اللہ ربُّ العزّت کا فرمان ہے: ﴿وَ خَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ﴾ ترجمۂ کنزُ الایمان: اور مجھ سے ڈرو اگر ایمان رکھتے ہو۔[1]

اسی طرح حضور نبیِّ اکرم، نورِ مجسم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا بھی فرمان ہے کہ "رَاْسُ الْحِكْمَةِ مَخَافَةُ اللهِ" یعنی حکمت کا سرچشمہ اللہ پاک کا خوف ہے۔[2]

ایک موقع پر فرمایا کہ "اللہ پاک فرمائے گا کہ اسے آگ سے نکالو جس نے مجھے کبھی یاد کیا ہو یا کسی مقام میں میرا خوف کیا ہو۔"[3]

ہو سکتا ہے کہ آپ کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ خوفِ خدا تو ایک قلبی کیفیت کا نام ہے، ہمیں کس طرح معلوم ہو کہ ہمارے دل میں ربِّ تعالیٰ کا خوف موجود ہے؟ تو یاد رکھئے کہ عموماً ہر کیفیتِ قلبی کی کچھ علامات ہوتی ہیں چنانچہ جب ہمارے دل خوفِ خدا سے لرزیں گے تو

1. ہماری زبان جھوٹ، غیبت، فضول گوئی اور گالی گلوچ کی بجائے اللہ و رسول کے ذکر، تلاوتِ قراٰن اور علمی گفتگو میں مشغول ہو گی۔
2. پیٹ میں حرام لقمہ داخل نہیں ہو گا۔
3. آنکھ حرام دیکھنے سے بچے گی اور جسے دیکھنا جائز ہے اس کی طرف رغبت سے نہیں بلکہ حصولِ عبرت کے لئے دیکھے گی۔
4. ہاتھ حرام کام، چوری، ظلم اور گناہ کی طرف نہیں اٹھے گا بلکہ نیکی میں تعاون، کمزور اور غریب کی مدد کے لئے بڑھے گا۔
5. قدم گناہوں کے اڈوں کی جانب نہیں بلکہ اللہ کے گھر کی جانب اٹھیں گے۔
6. دل مسلمانوں سے بغض، کینہ اور حسد جیسی گندگیوں سے پاک ہو گا۔

7 ہر عمل سے مقصود صرف اللہ اور اس کے رسول کی رضا ہو گی۔

8 کان غیبت، چغلی اور گانے باجوں کی آوازوں سے راضی نہ ہوں گے بلکہ ذکرِ خدا اور رسول سننے کو للچائیں گے۔

یاد رکھئے! اللہ کریم کی خفیہ تدبیر، اس کی بے نیازی، اُس کی ناراضی، اس کی پکڑ، اس کی طرف سے دیئے جانے والے عذاب، اس کے غضب اور اس کے نتیجے میں ایمان کی بربادی وغیرہ سے خوف زدہ رہنے کا نام خوفِ خدا ہے۔ یاد رہے! کہ صرف قبر و حشر اور حساب و میزان وغیرہ کے حالات سن کر یا پڑھ کر محض چند آہیں بھر لینا یا اپنے سر کو چند مرتبہ اِدھر اُدھر پھرا لینا اور پھر کچھ ہی دیر بعد دوبارہ گناہوں میں جا پڑنا خوفِ خدا کے لئے کافی نہیں بلکہ خوفِ خدا کے عملی تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے گناہوں کا ترک کر دینا اور اطاعتِ الٰہی میں مشغول ہو جانا بھی اُخروی نجات کے لئے بے حد ضروری ہے۔

خوفِ خدا اور ربُ العزّت کے غضب و جلال سے ڈرنے کے باعث اللہ کے نیک بندوں کی کیا کیفیات ہوتی تھیں ان کی ایک جھلک ملاحظہ کیجئے:

حافظُ الحدیث حضرت سَیِّدُنا یزید بن ہارون واسطی رحمۃُ اللہِ علیہ دن رات خوفِ الٰہی سے اس قدر رویا کرتے تھے کہ مستقل طور پر آشوبِ چشم کی شکایت پیدا ہو گئی یہاں تک کہ آنکھوں کی خوبصورتی و روشنی دونوں جاتی رہیں۔[4]

سیّدنا امام احمد بن حنبل رحمۃُ اللہِ علیہ نے فرمایا: خوفِ خدا نے مجھے کھانے پینے سے روک دیا، اب مجھے کھانے پینے کی خواہشات نہیں ہوتیں۔[5]

حضرت یحییٰ بن عبد الملک رحمۃُ اللہِ علیہ بہت بارعب شیخُ الحدیث تھے، مگر آپ پر خوفِ خداوندی کا بڑا غلبہ تھا۔ آپ دن رات روتے رہتے یہاں تک کہ آپ کی آنکھوں میں ہمیشہ آشوبِ چشم جیسی سرخی رہتی تھی۔ بعض لوگوں نے عرض کی: حضور! آپ کی آنکھوں کا علاج یہی ہے کہ آپ رونا چھوڑ دیں۔ تو آپ نے فرمایا "اگر یہ آنکھیں خوفِ خداوندی سے رونا چھوڑ دیں تو پھر ان آنکھوں میں کون سی بھلائی باقی رہ جائے گی؟"[6]

حضرت ابو بِشر صالح مُرّی رحمۃُ اللہِ علیہ بڑے نامور محدث تھے۔ آپ بہت ہی سحر بیان واعظ بھی تھے۔ وعظ کے دوران خود ان کی یہ کیفیت ہوتی تھی کہ خوفِ الٰہی سے کانپتے اور لرزتے رہتے اور اس قدر پھوٹ پھوٹ کر روتے جیسے کوئی عورت اپنے اکلوتے بچّے کے مر جانے پر روتی ہے۔ کبھی کبھی تو شدتِ گریہ اور بدن کے لرزنے سے آپ کے اعضاء کے جوڑ اپنی جگہ سے ہل جاتے تھے۔ اور آپ کے بیان کا سننے والوں پر ایسا اثر ہوتا کہ بعض لوگ تڑپ تڑپ کر بے ہوش ہو جاتے اور بعض انتقال کر جاتے۔ آپ کے خوفِ خدا کا یہ عالم تھا کہ اگر کسی قبر کو دیکھ لیتے تو دو دو، تین تین دن مبہوت و خاموش رہتے اور کھانا پینا چھوڑ دیتے۔[7]

حضرت زُرارہ بن ابی اوفی رضی اللہُ عنہ نہایت ہی عابد و زاہد اور خوفِ الٰہی میں ڈوبے ہوئے عالمِ باعمل تھے۔ تلاوتِ قراٰن کے وقت وعید و عذاب کی آیات پڑھ کر لرزہ براندام بلکہ کبھی کبھی خوفِ خدا سے بے ہوش ہو جاتے تھے۔ ایک دن فجر کی نماز میں جیسے ہی آپ نے ان آیتوں ﴿فَاِذَا نُقِرَ فِی النَّاقُوْرِۙ(۸) فَذٰلِكَ یَوْمَىٕذٍ یَّوْمٌ عَسِیْرٌۙ(۹)﴾[8] کی تلاوت کی تو نماز کی حالت میں ہی آپ پر خوفِ الٰہی کا اس قدر غلبہ ہوا کہ لرزتے کانپتے ہوئے زمین پر گر پڑے اور آپ کی روح پرواز کر گئی۔[9]

آہ! کثرتِ عصیاں ہائے! خوف دوزخ کا
کاش! اِس جہاں کا میں نہ بشر بنا ہوتا
شور اُٹھا یہ محشر میں خُلد میں گیا عطّاؔر
گر نہ وہ بچاتے تو نار میں گیا ہوتا[10]

---

(1) پ4، اٰلِ عمرٰن:175 (2) شعب الایمان، 1/470، حدیث:744 (3) شعب الایمان، 1/469، حدیث:740 (4) اولیائے رجال الحدیث، ص263 (5) مکاشفۃ القلوب، ص197 (6) اولیائے رجال الحدیث، ص257 (7) اولیائے رجال الحدیث، ص151 (8) ترجمۂ کنزُ الایمان: پھر جب صور پھونکا جائے گا تو وہ دن کرّا (سخت) دن ہے۔ (پ29، المدّثّر:8، 9) (9) اولیائے رجال الحدیث، ص123 (10) وسائلِ بخشش، ص160۔

نومولود بچوں کی پرورش (قسط:1)

بنتِ محمد شیر اعوان عطاریہ
بی ایڈ، ایم ایس سی اکنامکس گولڈ میڈلسٹ (میانوالی)

خاندان میں آنے والا ننھا مہمان بالخصوص ماں اور بالعموم سبھی کیلئے خوشی کا سبب بنتا ہے۔اس کی آمد سے گھر کی رونقیں دوبالا ہو جاتی ہیں۔ولادت کی خبر سنتے ہی مبارکبادوں، تحفے تحائف اور مٹھائیوں کے تبادلے نیز قریب و دور کے رشتے داروں کی آمد کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔جو بھی اس نئے مہمان کو پہلی نظر دیکھتا ہے اس کی بلائیں لیتا، اس کے اچھے مستقبل کے لئے دعائیں کرتا اور اس کے اور اس کے والدین کے حق میں نیک تمناؤں کا اِظہار کرتا دکھائی دیتا ہے۔ جبکہ دوسری جانب بچے کی ماں کا ایک نیا امتحان بھی شروع ہو جاتا ہے، کیونکہ اسے ماں بننے کے ساتھ ساتھ ایک ننھی جان کی دیکھ بھال کی ذمہ داری بھی نبھانی پڑتی ہے۔ نومولود بچے چونکہ انتہائی نازک ہوتے ہیں اور ان کی دیکھ بھال کیلئے خصوصی توجہ اور احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔خاص طور پر ان عورتوں کے لئے جن کے گھر میں کوئی بزرگ خاتون نہ ہو یا جو پہلی بار ماں بنیں کہ ایسی صورت میں ان کے لئے بچے کو سنبھالنا اور سمجھنا بڑا ہی مشکل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ بسا اوقات ناتجربہ کاری اور لاعلمی کے سبب انہیں سمجھ ہی نہیں آرہا ہوتا کہ آخر ان کے بچے کو ہوا کیا ہے اور اس کا حل کیا ہے! یوں ہی نومولود کے شب و روز کے دیگر معمولات کے متعلق بھی بعض عورتوں کی معلومات نہ ہونے کے برابر ہوتی ہیں، لہٰذا جس انداز میں اس ننھے مہمان کی پرورش ہونی چاہئے تھی اس انداز میں نہیں ہو پاتی نتیجتاً وہ اور ان کا بچہ دونوں مسلسل تکلیف میں مبتلا رہتے ہیں۔ چنانچہ زیرِ نظر مضمون میں ان شاء اللہ انہی مسائل کو مدِّنظر رکھتے ہوئے درج ذیل عنوانات پر قسط وار مضامین پیش کئے جائیں گے:

1. پیدائشی بیماریوں کی نشاندہی
2. بچوں کی پہلی غذا: گھٹی
3. بچوں کی ناڑ سے متعلق احتیاط
4. بچوں کو نہلانے کی احتیاطیں
5. بچوں کو کپڑے پہنانے کی احتیاطیں
6. بچوں کی صفائی و ستھرائی کا اہتمام
7. بچوں کو اپنے ساتھ سلانے کی احتیاطیں
8. بچوں کو دودھ پلانے سے پہلے کی احتیاطیں
9. بچوں کے لئے ماں کے دودھ کے فوائد
10. بچوں کے لئے ماں کے متبادل دودھ کے اثرات
11. فارمولا/ڈبے کا دودھ بنانے کی احتیاطیں
12. بچوں کو گود میں اٹھانا
13. بچوں کی نشوونما میں مالش اور دھوپ کی اہمیت
14. بچوں کو گھر سے باہر لے جانے کی احتیاطیں
15. بچوں کی نیند
16. بچوں کو سلانے کے لئے کوئی دوا دینا
17. بچوں کے حد سے زیادہ رونے کی وجوہات
18. گرمی کی احتیاطیں
19. سردی کی احتیاطیں
20. بچوں کے جسم پر ریشز ہونے کی وجوہات و علاج
21. بچوں کو ٹھوس غذا کب اور کون سی دینی چاہئے؟

زوجۂ شیث

از: شعبہ ماہنامہ خواتین

حضرت حوا20 یا40 مرتبہ ماں بنیں اور ہر بار دو دو بچے پیدا ہوتے، ایک لڑکا اور ایک لڑکی (جب یہ جوان ہو جاتے تو) حضرت آدم علیہ السلام ایک حمل کے لڑکے کا دوسرے حمل کی لڑکی کے ساتھ نکاح فرما دیا کرتے، کیونکہ ان کی شریعت میں سگی بہن کے ساتھ نکاح کرنا جائز تھا، مگر ہابیل کے قتل کے کچھ عرصہ بعد حضرت حوا کے ہاں حضرت شیث علیہ السّلام عام معمول سے ہٹ کر تنہا پیدا ہوئے،[1] جس کی ایک حکمت یہ بیان کی گئی ہے کہ آپ کو اللہ پاک نے نبوت عطا فرمانا تھی اور دوسرا یہ کہ آپ نورِ محمدی کے امین تھے۔[2]

حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم چونکہ ماں باپ کے لحاظ سے سب سے بہتر ہیں، لہٰذا آپ پُشت دَر پُشت پاک صلبوں اور رحموں میں نکاح کے ذریعے منتقل ہوتے رہے یہاں تک کہ حضرت عبد اللہ رضی اللہُ عنہ کی پُشت میں پہنچے۔[3] اس کی ایک وجہ وہ وصیت تھی جو حضرت آدم علیہ السّلام نے اپنی وفات کے وقت حضرت شیث علیہ السّلام کو فرمائی تھی، پھر حضرت شیث علیہ السّلام نے اپنی اولاد کو حضرت آدم علیہ السّلام کے فرمان کے مطابق وصیت فرمائی کہ وہ اس نور کو خوب پاک عورتوں میں ہی رکھیں گے۔ یہ وصیت اولادِ آدم میں جاری رہی اور ایک زمانے سے دوسرے زمانے میں منتقل ہوتی رہی۔[4] چنانچہ لازم تھا کہ حضرت شیث علیہ السّلام کی شادی بھی کسی ایسی عظیم خاتون سے ہو جو حسن و جمال اور تقویٰ و طہارت کے اعلیٰ اوصافِ حمیدہ میں بے مثل ہو۔ لہٰذا اللہ پاک نے حضرت شیث علیہ السلام کی شادی آپ کے بعد پیدا ہونے والی آپ کی بہن سے کروائی جو اپنی والدہ حضرت حوا رضی اللہُ عنہا کی طرح بہت حسین و جمیل تھیں۔ نکاح کا خطبہ فرشتوں کے سردار حضرت جبریلِ امین علیہ السلام نے پڑھا جبکہ باراتی اللہ پاک کے معصوم فرشتے تھے۔[5] علامہ طبری رحمۃُ اللہِ علیہ نے اپنی کتاب تاریخِ طبری میں حضرت شیث علیہ السلام کی زوجہ کا تذکرہ کچھ یوں فرمایا ہے کہ حضرت شیث علیہ السلام نے اپنی بہن حزورہ سے نکاح فرمایا جن سے ان کے ہاں کثیر اولاد ہوئی۔[6]

حضرت شیث علیہ السّلام کے بعد ان کا جو بیٹا نورِ محمدی کا امین بنا، ان کے متعلق امام زرقانی نے شرح زرقانی علی المواہب میں ذکر کیا ہے کہ حضرت شیث کے ہاں ایک بیٹے کی ولادت ہوئی جس کا نام انوش / یانش / انش تھا جس کا معنٰی ہے سچا۔ یہ لمبے قد والے اور بہت حسین و جمیل تھے اور 9 سو سے زائد سال کی زندگی پائی۔[7]

سیدہ حزورہ بنت آدم کو بلاشبہ یہ شرف بھی حاصل ہے کہ اس وقت دنیا میں جس قدر انسان موجود ہیں وہ سب آپ ہی کی اولاد ہیں، جیسا کہ امام طبری نے ذکر کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السّلام کی اگرچہ اولاد کثیر تھی مگر آپ کی نسل صرف حضرت شیث علیہ السّلام سے ہی چلی، کیونکہ آپ کی باقی تمام اولاد میں سے کوئی بھی زندہ نہ رہا۔[8] یہی وجہ ہے کہ حضرت شیث علیہ السّلام کو ابو البشر بھی کہا جاتا ہے، لہٰذا اس اعتبار سے سیدہ حزورہ کو ام البشر کہا جاسکتا ہے۔

---

1 مواہب لدنیہ، 1/ 45 2 شرح الزرقانی علی المواہب، 1/ 123 3 فیض القدیر، 2/294، تحت الحدیث: 1735 4 مواہب لدنیہ، 1/ 45 5 زرقانی علی المواہب، 1/ 124 6 تاریخ طبری، 6/ 105 7 زرقانی علی المواہب، 1/ 124 8 تاریخ طبری، 1/ 96

خواتین کا مخصوص شرعی مسائل سیکھنا

اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ایک مرتبہ حضرت اسما بنتِ شکل رضی اللہ عنہا نے بار گاہِ رسالت میں حاضر ہو کر حیض کے بعد غسل کرنے سے متعلق پوچھا تو حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: عورت پانی اور بیری کے پتوں سے پاکی حاصل کرے، پھر اچھی طرح وضو کرے، پھر پانی اپنے سر پہ ڈال کر مل مل کر سر دھوئے تاکہ پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے، اس کے بعد تمام جسم پر پانی بہائے، پھر ایک مشک لگی رُوئی کا ٹکڑا لے کر اس سے پاکی حاصل کرے۔ عرض کی: رُوئی سے کیسے پاکی حاصل کروں؟ فرمایا: سبحان اللہ! اس سے پاکی حاصل کرو۔ اُمُّ المومنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: مجھے سمجھ آگئی اور میں نے اسے سمجھایا کہ مراد خون کے نشانات کو صاف کرنا ہے۔(1)

یاد رہے! دینِ اسلام میں پاکی و طہارت کو جو اہمیت حاصل ہے اس کی مثال دنیا کے کسی بھی مذہب میں نہیں ملتی۔ تمام عبادات کا دارومدار پاکی و طہارت ہی پر ہے۔ اسی لئے ہماری بزرگ خواتین یہ مسائل پوچھنے میں حیا کو آڑے نہیں آنے دیتی تھیں۔ جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: انصاری خواتین کتنی اچھی ہیں کہ دینی مسائل سیکھنے میں حیا نہیں کرتیں!(2) صحابیات طیبات کے اسی وصف کے متعلق حکیمُ الاُمت حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان پاک بیبیوں کے مختلف حال تھے، بعض تو تحقیقِ مسئلہ کو شرم پر مقدم رکھتی تھیں (درست مسئلہ معلوم کرنے میں شرم کا مظاہرہ نہیں کرتی تھیں) جبکہ بعض شرم سے خود نہ پوچھتیں، دوسرے ذریعہ سے دریافت کرا لیتی تھیں، وہ سب اللہ (پاک) کی پیاری تھیں۔ کُلًّا وَّعَدَاللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ (پ27، الحدید:10) (سب سے جنت کا وعدہ ہو چکا ہے۔)(3) چنانچہ،

معلوم ہوا! شرعی مسائل کے متعلق گفتگو کرنا حیا کے خلاف نہیں۔ کیونکہ شرم و حیا در حقیقت اس وصف کو کہتے ہیں جو انسان کو ہر ایسے کام سے روک دے جو اللہ پاک اور اس کی مخلوق کے نزدیک ناپسندیدہ ہو۔ نیز حیا کے اچھا ہونے کیلئے ضروری ہے کہ لوگوں سے شرمانے میں اللہ پاک کی نافرمانی ہوتی ہو نہ کسی کے حُقوق کی ادائیگی میں وہ حیا رُکاوٹ بن رہی ہو۔(4)

الغرض شرعی مسائل سیکھنے سکھانے کیلئے ان موضوعات پر گفتگو کرنا حیا کے خلاف نہیں ہے اور جو ایسا سمجھتی ہیں ان کی خدمت میں عرض ہے کہ بے پردہ ہو کر شاپنگ مالز اور پکنک پوائنٹس میں گھومنا، خوب بن سنور کر بے پردگی کے ساتھ شادیوں اور دیگر تقریبات میں شریک ہونا، ہنس ہنس کر بے تکلفی کے ساتھ غیر مردوں سے باتیں کرنا، سوشل میڈیا پر نمائشی ویڈیوز ڈالنا، بے شرمی کو فروغ دیتے پروگرامز، فلمیں، ڈرامے اور ویڈیو کلپس وغیرہ دیکھنا اور ان جیسے دیگر گناہ ضرور بے حیائی والے کام ہیں۔ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ گناہوں اور رب کی نافرمانیوں سے بچتی رہیں اور ضرورت کے شرعی مسائل سیکھنے

اُمِّ سلمہ عطاریہ مدنیہ
ملیر کراچی

میں شرم و حیا کو ہر گز رکاوٹ نہ بننے دیں، نیز اپنی بچیوں سمیت دیگر خواتین کو بھی ان مسائل سے آگاہ کریں۔

یاد رہے! اپنی ضرورت کے شرعی مسائل مثلاً بنیادی عقائد، وضو، غسل، پاکی، نماز، روزے وغیرہ کے احکام سیکھنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے، جبکہ نہ سیکھنا گناہ اور نہ سیکھنے کی وجہ سے گناہ کر گزرنا گناہ در گناہ، حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔[5] اس لئے درست شرعی مسائل سے آگاہی نہایت ضروری ہے خصوصاً پاکی کے مسائل، کیونکہ اگر پاکی ہی درست نہیں ہوگی تو پھر نماز، تلاوت اور دیگر عبادات کیسے صحیح ہو سکتی ہیں؟ درج ذیل مثالوں سے مزید اس بات کی اہمیت معلوم ہوگی کہ پاکی کے احکام سیکھنا کیوں ضروری ہیں۔

یہ تو تقریباً سبھی خواتین کو معلوم ہوتا ہے کہ حیض و نفاس ختم ہونے پر غسل فرض ہو جاتا ہے اور بغیر غسل نماز و تلاوت وغیرہ درست نہیں ہوتیں۔ نیل پالش وغیرہ سے وضو و غسل کے مسائل کا علم بہت سی خواتین کو ہوتا ہے اور وہ اس کیلئے نیل پالش ریموور بھی استعمال کرلیتی ہیں تاکہ درست پاکی ہو سکے لیکن بہت سے مسائل ایسے بھی ہیں جن میں معلومات نہ ہونے کے سبب کئی خواتین غلطیاں کر جاتی ہیں مثلاً وضو و غسل میں جن اعضا کو دھونا فرض ہے، ان کے ہر ہر حصے پر پانی بہنا ضروری ہے اور بعض اعضا ایسے ہیں کہ جب تک احتیاط نہ کی جائے، نہیں دھلیں گے اور وضو و غسل نہ ہوگا۔[6] جیسے وضو میں ماتھے میں جہاں بال جمنے شروع ہوتے ہیں، وہاں سے ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک چہرہ دھونا فرض ہے۔[7] اس پورے حصے میں اگر بال برابر جگہ بھی دھلنے سے رہ جائے تو وضو نہیں ہوگا۔ اگر کوئی خاتون چہرہ صرف سامنے سے دھو لے اور کانوں کی طرف جو چہرے کا حصہ ہے، اس پر پانی نہ بہائے یا پھر بے احتیاطی کی وجہ سے کچھ حصہ خشک چھوڑ دے تو اس کا وضو نہ ہوگا اور وضو کے بغیر نماز بھی نہیں ہوگی۔

اسی طرح حیض و نفاس میں عموماً عورتوں کی عادات مختلف ہوتی ہیں۔ کسی کی سات دن تو کسی کی پانچ دن۔ یوں ہی دورانیے میں بھی فرق ہوتا ہے، مثلاً کسی کو ہر مہینے ایک مقررہ تاریخ پر تو کسی کو بے قاعدہ حیض آتا ہے یا پھر کسی مرض کے سبب یا ویسے ہی یہ عادت بدل بھی جاتی ہے۔ اسی طرح عادت کے مطابق مخصوص دن کے بعد یا حیض کی زیادہ سے زیادہ مقدار یعنی دس دن کے بعد بھی یہ خون جاری رہے تو پھر کیا کریں، مذکورہ تمام صورتوں میں احکام مختلف ہوں گے۔ یوں ہی خواتین کو نفاس کے بھی مختلف مسائل کا سامنا رہتا ہے۔ اس لئے ہم میں سے ہر ایک کو ان تمام بنیادی اور ضروری مسائل کی درست معلومات ہونی چاہئے۔ یعنی غسل کب فرض ہوتا ہے؟ وضو کب ٹوٹ جاتا ہے؟ کیا چیز پاک ہے اور کیا ناپاک؟ کپڑے پاک کرنے کا صحیح طریقہ کیا ہے؟ کن کن احتیاطوں کو ملحوظ رکھا جائے؟

ان سب باتوں کا جاننا ایک خاتون کے لئے انتہائی ضروری ہے۔ چنانچہ اس کے لئے جہاں مختلف کتب مثلاً اسلامی بہنوں کی نماز اور خواتین کے مخصوص مسائل کا مطالعہ مفید ہے، وہیں دعوت اسلامی کے تربیتی اجتماعات اور سیکھنے سکھانے سے متعلق کروائے جانے والے مختلف شارٹ کورسز میں شرکت کو اپنا معمول بنالیجئے۔ یا پھر کسی ایسی عالمہ سے پوچھ لیجئے جو دینی مسائل بتانے میں احتیاط کرتی ہوں (کہ اگر کنفرم معلوم ہو تو ہی بتائیں) یا اپنے کسی محرم کے ذریعے دار الافتاء اہلِ سنت سے معلوم کر لیجئے۔

اللہ پاک ہمیں شرعی مسائل سیکھ کر درست طریقے سے عبادات کرنے اور لاعلمی کے سبب ہونے والے گناہوں سے محفوظ رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم

---

(1) مسلم، ص 147، حدیث: 750 (2) مسلم، ص 147، حدیث: 750 (3) مراۃ المناجیح، 1/ 355 (4) باحیا نوجوان، ص 8-7 ملخصاً (5) نیکی کی دعوت، ص 137 (6) بہار شریعت، حصہ: دوم، 1/ 317 (7) بہار شریعت، حصہ: دوم، 1/ 288 ملخصاً

چٹنی (قسط 1)

بنت اسحاق مدنیہ عطاریہ
(بی ایڈ، ایم اے اسلامیات)
ریجن ذمہ دار جامعات المدینہ گرلز حاصل پور

چٹنی کا نام لیتے ہی منہ میں پانی آ جاتا ہے اور یہ تقریباً ہر ایک کو پسند ہوتی ہیں۔ کوئی خاص دعوت ہو یا عام دستر خوان، گھر میں کھانا کھا رہی ہوں یا باہر کسی ریسٹورنٹ سے کھانا منگوائیں، اکثر کئی کھانوں کے ساتھ مختلف اقسام کی چٹنیاں استعمال کی جاتی ہیں۔ یوں تو چٹنیوں کا استعمال سارا سال ہی کیا جاتا ہے اور اس کا کوئی موسم اور وقت مخصوص نہیں، مگر رمضان کے مہینے میں افطار کے دستر خوان پر مختلف کھانوں کے ساتھ چٹنیوں کا استعمال بڑھ جاتا ہے۔

چٹنی کے فوائد: چٹنی کے استعمال سے جہاں تلی ہوئی مرغن غذائیں جلد ہضم ہو جاتی ہیں وہیں صحت پر بھی اس کے کئی مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ چٹنی کھانے سے منہ کا ذائقہ بہتر ہونے کے ساتھ صحت پر بھی مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ طبی غذائی ماہرین کے نزدیک چٹنیوں کو صحت کے لیے مفید قرار دیا جاتا ہے۔ چنانچہ ایک تحقیق کے مطابق چٹنی والی غذاؤں کے استعمال سے دماغ تیز، ہاضمہ درست اور وزن کم ہوتا ہے۔ نیز کینسر لاحق ہونے کے خدشات میں بھی کمی واقع ہوتی ہیں۔ غذائی ماہرین کے مطابق ہر جڑی بوٹی جیسے ادرک، لہسن، دھنیا، پودینہ، املی، آلو بخارا، ہری و لال مرچ، ہری پیاز اور کچی کیری وغیرہ استعمال کرنا صحت کیلئے بہت مفید ہے۔

مختلف چٹنیاں بنانے کے طریقے

پودینے کے فوائد: پودینہ بہت سستی، زود ہضم، معدہ اور آنتوں کو طاقت دینے والی غذا ہے، معدہ اسے دو تین گھنٹوں میں ہضم کر لیتا ہے۔ اس کی خوشبو دار اور لذیذ چٹنی بہت ہی زیادہ پسند کی جاتی ہے، نیز پودینے کا رائتہ بھی عموماً گھروں میں بنایا جاتا ہے جو کہ خوش ذائقہ، ہاضم اور طاقت بخش ہوتا ہے۔

پودینہ بد ہضمی، ڈکار کی کثرت، ریاح، گیس اور منہ کی بدبو دور کرنے والی بہترین غذا ہے، اس میں غذائی نالی کو مضبوط کرنے والے اجزا بھی ہوتے ہیں۔ پودینے کے پتے معدے کی جلن اور غذائی نالی کی جلن میں بہت مفید ہوتے ہیں۔

پودینے کی چٹنی بنانے کا پہلا طریقہ: یہ چٹنی بنانے کے لئے اگر بلینڈر کے بجائے کونڈی ڈنڈا یا سل بٹا استعمال کیا جائے تو اس کا ذائقہ زیادہ اچھا ہوگا، بہرحال انار دانہ، دو عدد پیاز، تین عدد ٹماٹر، چار عدد ہری مرچ اور پودینے کے پتوں کو ترتیب وار یعنی سب سے پہلے انار دانہ پیس لیں، پھر پیاز اور ٹماٹر، اس کے بعد مرچ اور پودینے کو اچھی طرح پیس لیں اور آخر میں حسب ذائقہ نمک شامل کرلیں۔ لیجئے مزیدار چٹنی تیار ہے۔ دوسرا طریقہ: پودینہ، ادرک یا سونٹھ اور انار دانہ تینوں چیزوں کو ہم وزن لے کر اچھی طرح رگڑ لیجئے یا گرینڈر میں پیس لیجئے۔ جتنا زیادہ رگڑیں گی اتنی ہی زیادہ مؤثر اور مفید چٹنی تیار ہوگی، اس میں کوئی نمک مرچ وغیرہ نہ ڈالئے۔ یہ چٹنی بنا کر فریج میں بھی رکھ سکتی ہیں۔ روزانہ ایک سے ڈیڑھ چمچ دن مین تین سے پانچ بار کھانے کے علاوہ یا کھانے کے ہمراہ دونوں طرح استعمال کر سکتی ہیں۔ یہ چٹنی ان تمام بیماریوں کے لیے نہایت مفید اور لاجواب ہے: کولیسٹرول، موٹاپا، جوڑوں کا درد، دل کے امراض، ہارمونز کی بے ترتیبی،

دمہ کا مرض، الرجی، بلغم، سینے کی جکڑن، خون کا گاڑھا پن، لو اور ہائی بلڈ پریشر، ٹانگوں کا درد، ایڑیوں کا درد، معدے کی تبخیر، گیس، بدہضمی، دائمی ڈپریشن، ذہنی تناؤ، اعصابی کمزوری، بھوک نہ لگنا، شوگر، جسم میں درد، کمزوری اور بدحالی، گردوں کا فیل ہونا اور بادی بواسیر وغیرہ۔

آلو بخارے کی چٹنی: یہ نہ صرف صحت کے لیے بے حد مفید ہے بلکہ غذا کو بھی اچھی طرح ہضم کرتی ہے۔ آلو بخارا طبیعت کو نرم کرتا، پیاس کو تسکین دیتا اور خون کے جوش کو کم کرتا ہے۔ اس لیے بلڈ پریشر کے مریضوں کے لیے یہ بہت فائدہ مند ہے۔ متلی میں آلو بخارے کا استعمال بہت مفید ہوتا ہے۔ آلو بخارا قبض، گرمی، خارش، یرقان اور سر درد کے لیے بھی مفید ہے۔ پتے کی پتھری بننے سے روکنے کے لیے بھی آلو بخارے کا استعمال فائدہ مند ہے۔ حتّٰی کہ بعض اوقات بنی ہوئی پتھریاں پگھل کر پتے سے نکل جاتی ہیں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ آلو بخارے کا استعمال روزانہ کیا جائے۔ اگر موسم نہ بھی ہو تو خشک آلو بخارے کو بھگو کر استعمال کیا جا سکتا ہے۔

چٹنی بنانے کی ترکیب: آدھا آدھا کلو خشک آلو بخارہ اور پودینہ، ایک کلو چینی، ایک ایک پاؤ لیموں کا رس، کشمش اور کٹے ہوئے چھوہارے، 5 دانے بڑی الائچی، 50 – 50 گرام چھوٹی الائچی، کالی مرچ، لال مرچ، نمک اور ادرک۔

ترکیب: رات کو آلو بخارہ بھگو دیجئے اور صبح اچھی طرح مَسل لیجئے، پھر ادرک اور پودینے کو رگڑ کر یا گرینڈ کر کے آلو بخارے کے ہمراہ اچھی طرح اُبال لیجئے۔ گاڑھا ہونے پر کشمش اور کٹے ہوئے چھوہارے ڈال کر تین، چار اُبال آئیں تو چولھا بند کر دیجئے اور باقی تمام اشیا ملا دیجئے، لیجئے چٹنی تیار ہے۔

املی کی چٹنی: املی کی چٹنی لوگ بہت شوق سے کھاتے ہیں۔ اگر یہ چٹنی اچھے طریقے سے تیار کی جائے تو بہترین اور مفید ثابت ہوتی ہے۔ کھٹی میٹھی املی بچے بھی بہت پسند کرتے ہیں۔ صبح کا ناشتہ ہو یا مسور کی دال، دستر خوان پر رونق لانے والی دیگر چٹنیوں کے ساتھ املی کی چٹنی ہر جگہ نظر آتی ہے۔

املی میں وٹامن اے، بی اور سی شامل ہوتے ہیں۔ حکما کے مطابق املی کا گودا، پتے، چھلکا، جڑ اور رس ہر چیز داؤں میں استعمال ہوتی ہے۔ ان کے مطابق کچی املی جلد ہضم نہیں ہوتی اور بلغم کو بھی بڑھاتی ہے، جبکہ پکی ہوئی املی ہاضم ہوتی ہے، مثانے کی بیماریاں دور کرتی، پیاس کی شدت کو روکتی، دل و معدے کو قوت دیتی، صفرا کو دستوں کے ذریعے نکالتی اور وبائی امراض کے زہر کو دور کرتی ہے، اس کے علاوہ گھبراہٹ اور گرمی میں بھی مفید ہوتی۔ کچی املی اس صورت میں فائدہ مند ہے کہ اگر چار پانچ تولے کچی املی ڈیڑھ پاؤ پانی میں بھگو دیں اور تین گھنٹے کے بعد پانی چھان کر اس میں مصری یا کچی شکر ملا کر پئیں تو صفراوی بخار میں مفید ہے۔ متلی اور قے ہو تو وہ بھی دور ہو جاتی ہے۔ گرمی کی شدت سے دل کی دھڑکن کا مسئلہ ہو تو وہ بھی اس شربت سے حل ہو جاتا ہے۔

املی کے گودے کا جوشاندہ بنا کر غرارے کرنے سے گلے کی سوزش دور ہوتی ہے۔ ایک سال پرانی املی کا گودا جگر، ہاضمے اور آنتوں کے لیے مفید ہوتا ہے۔ املی دست آور ہونے کے باوجود بدہضمی کے دستوں کو فاسد مواد خارج کر کے روک دیتی ہے۔ املی کے بیجوں کو رگڑ کر لاہوری پھوڑے پر لیپ کرنے سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔ املی کے پتوں سے زخم دھونے سے زخم جلدی ٹھیک ہو جاتا ہے۔

چٹنی بنانے کی ترکیب: کھٹی میٹھی املی کی چٹنی سُستی و تھکاوٹ اور معدے کی گرمی کا خاتمہ کرتی اور بھوک بڑھاتی ہے۔

اجزا اور ترکیب: 200 گرام املی کو 5 کپ پانی میں 10 منٹ تک پکائیں، پھر چولہے سے اتار کر اسے چھان لیں اور املی کے پانی میں 300 گرام گڑ، آدھے سے ایک چمچ بھنا و پسا ہوا زیرہ اور کالا نمک، حسب ذائقہ لاہوری نمک اور سرخ مرچ پاؤڈر شامل کر کے ہلکی آنچ پر پکائیں، یہاں تک کہ گڑ حل ہو جائے اور چٹنی بھی گاڑھی ہو جائے، اگر چٹنی بہت زیادہ گاڑھی ہو جائے تو مزید پانی ڈال کر پتلی کی جاسکتی ہے۔ پھر ٹھنڈی ہونے کے بعد فریج میں اسٹور کر لیجئے اور مختلف کھانوں کے ساتھ اس کو سرو (Serve) کیجئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جاری ہے۔

مفتی محمد قاسم عطّاری*

* نگرانِ مجلس تحقیقاتِ شرعیہ، دارالافتاء اہلِ سنّت، فیضانِ مدینہ کراچی
www.facebook.com/MuftiQasimAttari/

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک خاتون کسی اسکول میں لڑکیوں کو اسلامیات پڑھاتی ہے۔ جہاں اسے لیکچر (lecture) کے دوران قرآنی آیات بھی پڑھنی سننی ہوتی ہیں اور طالبات (Students) سے سوالات بھی کرنے ہوتے ہیں، جبکہ پڑھنے والی طالبات میں کبھی کبھی کوئی طالبہ ناپاکی (حیض) کی حالت میں بھی ہوتی ہے اور ٹیچر (Teacher) کو اس کی اس حالت کا کبھی علم ہوتا ہے اور کبھی نہیں۔ سوال یہ ہے کہ ٹیچر کو جب معلوم ہو کہ کچھ لڑکیاں ناپاکی کی حالت میں ہیں، تو کیا پھر ٹیچر کا ان لڑکیوں کو پڑھانا، لیکچر (lecture) دینا، نیز ان سے سبق سے متعلق سوالات کرنا شرعاً جائز ہوگا؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

کلاس روم میں لڑکیوں میں سے کون سی لڑکی ماہواری کے ایام میں ہے اور کون سی نہیں ہے؟ اس کا عمومی طور پر تو کسی کو بھی علم نہیں ہوتا کہ یہ ایک پوشیدہ معاملہ ہے، اور بغیر بتائے کسی کو معلوم نہیں ہوتا، لہٰذا جب معلوم ہی نہ ہو تو پڑھانے والی ٹیچر کا پڑھانا، بالکل جائز ہے اور کسی قسم کی کوئی ممانعت نہیں اور اگر کبھی معلوم ہو جائے کہ کلاس میں فلاں لڑکی ایسی حالت میں ہے تو بھی کوئی دو چار لڑکیاں ایسی حالت میں ہوں گی، یہ تو نہیں کہ پوری کلاس ہی اس حالت میں چل رہی ہے اور اگرچند ایک لڑکیوں کا ایسی حالت میں ہونا معلوم ہے تب بھی ٹیچر (Teacher) کا ان لڑکیوں کو پڑھانا، جائز ہے کہ اس حالت میں عورت کا قرآنِ پاک چھونا اور پڑھنا حرام ہوتا ہے، قرآنِ پاک سننا اور دیکھنا منع نہیں ہے، تو اگر ٹیچر لیکچر دے اور وہ لڑکیاں صرف سن لیں تو کوئی حرج نہیں۔

اسی طرح ٹیچر ان لڑکیوں سے سبق سے متعلق سوال بھی کر سکتی ہے اور ایسی خاص حالت والی لڑکیوں سے سوال کرنے میں یا سبق سننے میں ٹیچر کے لیے ایک احتیاط ضروری ہے کہ وہ لڑکیوں کو اس حالت میں قرآنی آیات یا ان کا ترجمہ سنانے کا نہ کہے کہ یہ گناہ کا حکم دینا ہوگا اور وہ جائز نہیں۔ البتہ ایسی لڑکیوں سے قرآن کی آیت وترجمہ پڑھے بغیر محض مفہوم بیان کرنے، خلاصہ بیان کرنے کا کہا جاسکتا ہے کہ مفہوم تو اپنا کلام ہوتا ہے، کلامِ الٰہی نہیں ہوتا۔

اور ٹیچر کو چاہیے کہ مناسب اور اچھے طریقے سے ان کو یہ مسئلہ بھی بتادے کہ فقہ کے چاروں اماموں کے نزدیک ناپاکی کی حالت میں قرآن چھونا، جائز نہیں ہے اور یہ مسئلہ بھی بتادے کہ اس حالت میں قرآنِ پاک سبق سنانے کے لیے بھی پڑھنا جائز نہیں ہے، پھر بھی اگر کوئی لڑکی اس حالت میں قرآنی آیت پڑھے، تو وہ پڑھنے والی لڑکی گنہگار ہوگی اور اس کا گناہ ٹیچر (Teacher) پر نہیں ہوگا، البتہ ٹیچر اس چیز کو دل میں بُرا جانتی رہے کہ برائی کو ہاتھ اور زبان سے روکنے کی طاقت نہ ہو، تو ایمان کا سب سے ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ اس برائی کو دل میں برا جانا جائے۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

خواتین دم اور بچے

از: شعبہ ماہنامہ خواتین

کچھ پڑھ کر پھونکنے کو دم کہتے ہیں، اگر کوئی بیمار ہو جائے یا اس کے جسم میں کہیں درد وغیرہ کا کوئی مسئلہ ہو تو وہ اللہ پاک کے کسی نیک بندے سے دم کرواتا ہے اور وہ بندہ قرآنی آیات، سورتیں یا اور کوئی جائز ورد پڑھ کر پھونک دیتا ہے تاکہ اللہ پاک اسے شفا عطا فرمائے، یہ سب جائز ہے۔ تفسیر خازن میں ہے کہ جائز مقصد کیلئے قرآن مجید کی آیات یا اسمائے حسنیٰ یعنی اللہ پاک کے نام پڑھ کر دم کرنا، بالکل جائز ہے اس میں حرج نہیں اور جمہور صحابہ و تابعین کا بھی یہی مؤقف ہے۔(1) چنانچہ دم خواہ خود پر کیا جائے یا کسی اور پر اس میں شرعاً حرج نہیں، مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جائز دعائیں پڑھ کر دم کرنا سنت ہے۔(2)

احادیثِ کریمہ سے حضرت جبرائیل علیہ السّلام کا حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کو دم کرنا ثابت ہے، اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نہ صرف خود اپنے آپ کو دم فرماتے، بلکہ حضرت عائشہ بھی حضور کو دم فرمایا کرتیں۔ چنانچہ تینوں طرح کی روایات پیشِ خدمت ہیں:

حضور کا دم کروانا: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السّلام حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کو ان الفاظ سے دم کرتے تھے: بِسْمِ اللهِ يُبْرِيْكَ وَ مِنْ كُلِّ دَاءٍ يَشْفِيْكَ و مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ وَ شَرِّ كُلِّ ذِيْ عَيْنٍ۔(3)

حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم جب اپنے بستر پر تشریف لاتے تو قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ (سورہ اخلاص) اور مُعَوِّذَتَيْن (آخری دو سورتیں) پڑھ کر دونوں ہاتھوں پر دم کر کے دونوں ہاتھوں سے چہرہ اقدس اور جسم مبارک پر جہاں تک ہاتھ پہنچتے مَلتے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب حضور بیمار ہوتے مجھے ویسے ہی دم کرنے کا فرماتے۔(4) جبکہ ایک روایت میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم اپنی مرض موت میں معوّذات (یعنی آخری تینوں سورتیں) پڑھ کر اپنے اوپر دم فرماتے تھے۔ جب کمزوری زیادہ ہوئی تو وہی کلمات پڑھ کر میں دم کرتی تھی اور میں حصولِ برکت کے لئے حضور کے ہاتھ مبارک چھوتی۔ اس روایت کے ایک راوی حضرت معمر کہتے ہیں کہ میں نے امام زہری سے پوچھا: حضور اپنے اوپر کیسے دم کرتے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا: حضور اپنے مبارک ہاتھوں پر دم کر کے چہرۂ اقدس پر مَل لیتے تھے۔(5)

حضور کا دم کرنا: مذکورہ روایات سے اگرچہ صرف یہ معلوم ہو رہا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم خود اپنے اوپر دم فرماتے اور بسا اوقات دوسروں سے کرواتے بھی تھے۔ مگر دیگر کئی روایات سے یہ بھی ثابت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم دوسروں بالخصوص اپنے گھر والوں اور امام حسن و حسین کو بھی دم فرمایا کرتے تھے۔ جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے گھر والوں میں سے کوئی بیمار ہوتا تو آپ مُعَوِّذات (یعنی قرآن پاک کی آخری تینوں سورتیں) پڑھ کر اس پر دم فرماتے۔(6) جبکہ ایک روایت میں ہے کہ حضور اپنے گھر والوں پر یوں دم فرماتے کہ دایاں ہاتھ درد کی جگہ رکھ کر یہ دعا پڑھتے: اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ اَذْهَبِ الْبَاْسَ اشْفِهٖ وَاَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا۔(7) ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم امام حسن اور حسین کو یہ کلمات پڑھ کر دم فرمایا کرتے:

اَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ، وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ۔[8]

صحابہ کرام کا دم کرنا اور اس پر اجرت لینا: بخاری شریف میں حضرتِ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ کرام کا ایک قافلہ عرب کے کسی قبیلے میں گیا تو قبیلے والوں نے کوئی مہمان نوازی نہ کی، اِسی دوران قبیلے کے سردار کو بچھو نے ڈنک مار دیا تو ان لوگوں نے صحابہ کرام سے پوچھا کہ کیا تمہارے پاس اِس کاٹے کا دَم یا دوا ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں ہے! مگر تم لوگوں نے چونکہ مہمان نوازی کا حق ادا نہیں کیا اس لیے جب تک ہمارے لیے کچھ مقرر نہ کرو ہم علاج نہیں کریں گے۔ چنانچہ وہ کچھ بکریاں دینے پر راضی ہو گئے تو ایک صحابی نے درد والی جگہ پر اپنا لعاب لگایا اور سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کیا تو دَرد فوراً ختم ہو گیا۔ قبیلے والوں نے اپنے اقرار کے مطابق بکریاں دیں تو صحابہ کرام نے ان بکریوں کا مسئلہ حضور سے مشاورت پر چھوڑ دیا۔ پھر جب حضور کے سامنے معاملہ پیش کیا گیا تو آپ مسکرائے اور فرمایا: تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ سورۂ فاتحہ سے دَم کیا جاتا ہے؟ بہر حال تم وہ بکریاں لے لو اور میرا حصہ بھی رکھو۔[9]

حضور کا دم کی ترغیب دلانا: مذکورہ تمام روایات سے یہ بات بخوبی معلوم ہو گئی کہ دم کرنا اور کروانا حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے ثابت ہے اور جائز ہے، یہاں یہ بات جاننا بھی فائدے سے خالی نہ ہو گا کہ حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم سے خواتین کو بالخصوص دم کرنے و کروانے اور سیکھنے سکھانے کی ترغیب بھی ثابت ہے۔ جیسا کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے حکم دیا کہ نظر بد سے بچنے کیلئے دم کیا جائے۔[10] سیدہ شفاء بنتِ عبد اللہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: اَلَا تُعَلِّمِيْنَ هٰذِهِ رُقْيَةَ النَّمْلَةِ كَمَا عَلَّمْتِيْهَا الْكِتَابَةَ۔ (اے شفاء!) تم اس (حفصہ) کو پھوڑے پھنسی کا دم کیوں نہیں سکھاتیں؟ جیسے تم نے اسے لکھنا سکھایا ہے۔[11]

خلاصہ کلام: مذکورہ بحث سے اگرچہ دم کا جائز ہونا ثابت ہو رہا ہے، مگر یہ بات بھی پیشِ نظر رہے کہ قرآنِ کریم میں ایسی عورتوں کی مذمت بیان کی گئی اور نشاندہی کی گئی ہے جو ڈوروں میں گرہ لگا لگا کر، ان میں جادو کے منتر پڑھ پڑھ کر پھونکتی ہیں جیسا کہ سورۃ الفلق کی آیت نمبر 4 میں نبیِ کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ان کے شر سے پناہ مانگنے کا حکم دیا گیا ہے۔ چنانچہ بخاری شریف کی شرح نزہۃ القاری میں ہے: عہد جاہلیت میں مختلف قسموں کے منتر تھے جن میں ایسے کلمات ہوتے تھے جو کفر و شرک تک ہوتے تھے، اس لئے ابتداءً جھاڑ پھونک سے منع فرمایا، جب لوگوں کو یہ معلوم ہو گیا کہ زمانہ جاہلیت میں رائج منتر پڑھنا منع ہے اور قرآنِ کریم کی آیت اور احادیث میں وارد دعاؤں سے دَم کرنا جائز ہے تو اجازت دے دی۔[12]

موجودہ زمانے میں ہمارا طرزِ عمل: بیماریوں سے چھٹکارے کا آسان و فوری حل دم کو سمجھا جاتا ہے اور فی زمانہ ڈاکٹروں کی بے جا فیسوں سے بچنے کے لئے بھی کئی لوگ اس کا سہارا لیتے ہیں۔ چنانچہ اس بات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دھوکے باز عامل حضرات جگہ جگہ گھات لگا کر بیٹھے ہوئے ہیں اور جب بعض سادہ لوح خواتین بچوں کو یا خود پر دم کروانے کے لئے کسی ایسے عامل کے پاس جاتی ہیں تو انہیں بعد میں اس کے مفاسد کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے۔ لہٰذا خواتین کو چاہئے کہ وہ احتیاط فرمائیں اور صرف اور صرف خواتین سے ہی دم کروائیں یا اپنے محارم سے، بلکہ سب سے بہتر یہ ہے کہ خود دم کیا کریں۔

---

(1) تفسیر خازن، 4/429 ملتقطاً (2) مراۃ المناجیح، 6/213 (3) مسلم، 4/1718، حدیث: 2185 (4) بخاری، 5/ 2169، حدیث: 5416 (5) بخاری، 5/ 2165، حدیث: 5403 (6) مسلم، ص929، حدیث: 5714 (7) بخاری، 5/ 2168، حدیث: 5411 (8) بخاری، 2/ 429، حدیث: 3371 (9) بخاری، 4/30، حدیث: 5736 (10) بخاری، 5/ 2166، رقم: 5406 (11) ابوداود، 4/ 15، حدیث: 3887 (12) نزہۃ القاری، 5/510

اُمِّ فیضان عطاریہ
نگرانِ شعبہ ماہنامہ خواتین

ایسی بات کہنا جو حقیقت کے مطابق ہو یعنی جیسا ہوا ہو ویسا ہی کہنا سچ کہلاتا ہے۔[1] اور سچ بولنا ایک ایسا وصف ہے جو اللہ پاک کو بہت پسند ہے، اسے جو بھی اپنا لے وہ اللہ پاک کی رحمت کے قریب ہو کر دنیا و آخرت کی بھلائیاں پا لیتا ہے، بلکہ ایک روایت میں ہے: اگر تم میں سچ بولنے کا وصف پایا جاتا ہے تو پھر دنیا کی کسی چیز کے فوت ہو جانے کا کوئی غم نہیں ہونا چاہیے۔[2]

سچ کی اہمیت کیلئے یہی کافی ہے کہ اللہ پاک نے قرآنِ کریم میں اپنے لئے اس صفت کو دو مقامات پر کچھ یوں بیان فرمایا:

وَ مَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِیْثًا۠ (پ5، النسآء:87)

وَ مَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِیْلًا (پ5، النسآء:122)

دونوں آیات کا ترجمہ ایک ہی ہے یعنی ”اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی۔“

ہمارے پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم بھی معاشرے میں صادق کے لقب سے مشہور تھے، یہاں تک کہ کفار بھی آپ کو سچا مانتے تھے، نیز اللہ پاک نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ سچے لوگوں یعنی اس کے محبوب بندوں کے ساتھ رہیں۔ چنانچہ ارشاد فرمایا: كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ (پ11، التوبۃ: 119) ترجمۂ کنز العرفان: سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ یہاں سچوں کے ساتھ رہنے کا حکم قیامت تک سب مسلمانوں کو ہے۔ سب لوگوں کا چونکہ باطل پر جمع ہو جانا ناممکن ہے، لہٰذا ثابت ہوا کہ دنیا میں سچے لوگ یعنی علمائے دِین اور اولیائے کاملین اِن شاء اللہ قیامت تک رہیں گے زمانہ کبھی ان سے خالی نہ ہو گا۔[3]

حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے کئی فرامین میں سچ بولنے پر جنت کی خوش خبری سنائی۔ مثلاً ایک روایت میں ہے: بے شک سچ نیکی کی طرف لے جاتا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور بے شک آدمی سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ پاک کے ہاں صدیق لکھ دیا جاتا ہے۔[4] اسی طرح ایک روایت میں ہے: جب بندہ سچ بولتا ہے تو نیکی کرتا ہے اور جب نیکی کرتا ہے محفوظ ہو جاتا ہے اور جب محفوظ ہو جاتا ہے تو جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔[5]

سچ بولنے کی عادت کو اپنائیے اور زندگی کے کسی بھی موڑ پر سچ کا دامن کبھی نہ چھوڑیئے کہ سچ کا ہمیشہ دامن تھامے رہنا آپ کو صدیقین کے مرتبے پر فائز کر سکتا ہے، جیسا کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: صدق یعنی سچ کی حقیقت کے 6 معانی و مراتب ہیں: یعنی (1) قول میں (2) نیت میں (3) عزم میں (4) عزم پورا کرنے میں (5) عمل میں اور (6) دِین کے تمام مقامات کی تحقیق میں صدق کو جو بھی پیش نظر رکھے وہ صدق یعنی سچائی میں انتہا کو پہنچنے کی وجہ سے صدیق کہلاتا ہے، جبکہ جس میں صرف ایک ہی بات پائی جائے وہ اسی کے اعتبار سے صادق ہو گا۔[6]

بچوں میں سچ کی عادت کیسے پیدا ہو؟ ہر حال میں سچ ہی بولنا چاہیے، اکثر خواتین سچ کو زیادہ اہمیت نہیں دیتیں اور اپنی روز مرہ زندگی میں کبھی سچ اور کبھی جھوٹ کا سہارا لینے کی وجہ سے نقصان بھی اٹھاتی رہتی ہیں، بہتر یہ ہے کہ کوئی ایسا کام ہی نہ

کریں جس کی وجہ سے جھوٹ بولنا پڑے، چونکہ بچے عموماً والدین یا گھر کے بڑوں کو دیکھ کر سیکھتے ہیں، اس لئے والدین یا گھر کے بڑے جس قدر زیادہ سچ بولیں گے بچوں میں بھی اتنا ہی زیادہ سچ بولنے کا جذبہ بڑھے گا۔ ماؤں میں عادت ہوتی ہے کہ بچوں کو چپ کرانے، انہیں بہلانے اور ان سے کوئی کام وغیرہ کروانے کے لئے جھوٹے وعدے کرتی ہیں، اس طرح کرنے سے بچے بھی جھوٹ بولنا سیکھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ جھوٹ بولنا کوئی بری بات نہیں۔ مگر افسوس! ہمارے ہاں اس بات کو جھوٹ ہی نہیں سمجھا جاتا، حالانکہ حضرت عبد اللہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک دن نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہمارے گھر تشریف فرما تھے کہ میری والدہ نے مجھے اپنے پاس بلاتے ہوئے کہا کہ ادھر آؤ میں تمہیں کچھ دوں گی۔ حضور نے دریافت فرمایا: تم اسے کیا دو گی؟ عرض کی: کھجور۔ ارشاد فرمایا: اگر تم اسے کچھ نہ دیتیں تو تمہارے لئے ایک جھوٹ لکھ دیا جاتا۔[7] چنانچہ یاد رکھئے کہ ہم جن چیزوں کو معمولی بات سمجھتی ہیں ان کا شمار بھی جھوٹ میں ہو سکتا ہے، اس لئے سارے ہی معاملات میں خوب احتیاط سے کام لینا چاہیے کہ کہیں جھوٹ کی ملاوٹ نہ ہو جائے۔

ہمیں چاہئے کہ اللہ پاک کے نیک بندوں کی سیرت پر غور کریں اور نیک بندیوں کی صحبت اختیار کریں تاکہ سچ بولنے کی صفت پیدا ہو، سچ کے فوائد نہ صرف دنیا میں حاصل ہوتے ہیں بلکہ آخرت میں بھی بہت سے فوائد حاصل ہوں گے، چنانچہ قرآن پاک میں ہے: هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْؕ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًاؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (۱۱۹) (پ7، المائدہ: 119) ترجمہ کنز العرفان: اللہ نے فرمایا: یہ (قیامت) وہ دن ہے جس میں سچوں کو ان کا سچ نفع دے گا، ان کے لئے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں، وہ ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہیں گے، اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے، یہی بڑی کامیابی ہے۔ اس آیت سے مراد یہ ہے کہ جنہوں نے دنیا میں سچ بولا تھا ان کا سچ قیامت کے دن انہیں کام آئے گا اور انہیں نفع دے گا۔[8]

علامہ اسماعیل حقّی رحمۃ اللہ علیہ اس آیتِ کریمہ کے تحت فرماتے ہیں: ☆ قیامت کے دن سچ بولنے والوں کو سچ بہت زیادہ فائدہ دے گا۔ ☆ جھوٹ اور ریاکاری قیامت کے دن ہرگز فائدہ نہ دیں گے بلکہ مصیبت میں پھنسا دیں گے۔ ☆ عقل مند شخص کو چاہیے کہ سچائی کے راستے پر چلنے کی کوشش کرے۔ ☆ سچائی کو اختیار کر لینا انسان کو نیکیوں کی طرف راغب کرتا ہے۔[9]

سچ کے فوائد: ☆ سچ بولنے سے اللہ پاک خوش ہوتا ہے، ☆ سچ اطمینان و سکون اور رحمتوں اور برکتوں کا باعث ہے، ☆ سچوں پر لوگوں کا اعتماد ہوتا ہے، ☆ ان کی عزت کی جاتی ہے، ☆ سچ بولنے والی اسلامی بہن کو کسی قسم کی پریشانی اور گھبراہٹ نہیں ہوتی، ☆ سچ کو یاد نہیں رکھنا پڑتا، ☆ سچ سے بلائیں ٹلتی ہیں، ☆ مشکلات آسان ہو جاتی ہیں، ☆ دنیا و آخرت اچھی ہو جاتی ہے۔ ☆ سچ بولنے سے بسا اوقات دنیا میں عارضی نقصان ہوتا ہے لیکن آخرت میں فائدہ ہی فائدہ ہے، جبکہ جھوٹ بولنے میں دنیا کا عارضی فائدہ ہے لیکن آخرت میں نقصان ہی نقصان ہے، اس لئے ہمیشہ سچ ہی بولنا چاہیے۔

سچ کی عادت کیسے بنائیں؟ سچ کے دنیا و آخرت میں ملنے والے فوائد و فضائل کا بغور مطالعہ کیجئے اور ان کو پیشِ نظر رکھئے، سچ بولنے والی اسلامی بہنوں کی صحبت اختیار کیجئے، جھوٹ بولنے والی خواتین کی صحبت سے ہمیشہ کنارہ کشی کیجئے، جھوٹ کی تباہ کاریاں اور نقصانات کے بارے میں جاننے سے بھی سچ کی عادت بن سکتی ہے۔

---

❶ التعریفات للجرجانی، ص 95 ملخصاً ❷ مسند امام احمد، 2/592، حدیث: 6664 ❸ تفسیر کبیر، 6/166 ❹ بخاری، 4/125، حدیث: 6094 ملتقطاً ❺ مسند امام احمد، 2/589، حدیث: 6652 ملتقطاً ❻ احیاء العلوم مترجم، 5/293 مفہوماً ❼ ابو داؤد، 4/387، حدیث: 4991 ❽ تفسیر صراط الجنان، 3/61 ❾ روح البیان، 2/467-468 ملخصاً

بنتِ خادم حسین
طالبہ دورۂ حدیث
جامعۃ المدینہ گرلز آرائیاں لاہور

(یہ مضمون ماہنامہ فیضان مدینہ کے 33ویں تحریری مقابلے سے سلیکٹ کر کے ضروری ترمیم و اضافے کے بعد پیش کیا جارہا ہے)

جھوٹ ایک انتہائی ناپسندیدہ عمل ہے جسے ہر معاشرے و مذہب میں برا تصور کیا جاتا ہے۔ [1] سب سے پہلے جھوٹ شیطان مردود نے بولا۔ [2] اسلام نے جہاں اچھی چیزوں کے بارے میں وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا وہاں بری صفات و عادات کی نشاندہی بھی فرمائی ہے۔ چنانچہ کسی کے بارے میں خلافِ حقیقت خبر دینے کو جھوٹ کہتے ہیں، مگر قائل گنہگار اس وقت ہوگا جب (بلاضرورت) جان بوجھ کر جھوٹ بولے۔ [3]

جھوٹ بولنا مسلمانوں کو زیب دیتا ہے نہ ان کی شان کے لائق ہے کیونکہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم سے پوچھا گیا: کیا مومن جھوٹ بول سکتا ہے؟ ارشاد فرمایا: نہیں۔ [4] قرآنِ کریم میں جھوٹ کی مذمت کے علاوہ جھوٹ بولنے والوں پر خدا کی لعنت کا بھی ذکر ہے، مثلاً منافقین کے متعلق ارشاد ہوتا ہے: وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌۢ بِمَا كَانُوْا یَكْذِبُوْنَ۝۱۰ (پ1، البقرۃ:10)

ترجمۂ کنز العرفان: اور ان کے لئے ان کے جھوٹ بولنے کی وجہ سے دردناک عذاب ہے۔ اس آیت سے ثابت ہوا کہ جھوٹ حرام ہے اس پر عذابِ الیم (یعنی دردناک عذاب) مُرتب ہوتا ہے۔ [5]

ایک مقام پر اللہ پاک نے جھوٹ سے اجتناب کرنے کا حکم یوں فرمایا: وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ۝۳۰ (پ17، الحج:30)

جھوٹ بولنا گناہِ کبیرہ ہے، حدیثِ پاک میں نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے لوگوں کو ہنسانے کے لئے جھوٹ بولنے والے کے لئے 3 مرتبہ ارشاد فرمایا کہ ایسے شخص کے لئے ہلاکت ہے۔ بلکہ ایک روایت میں ہے کہ جو بندہ صرف اس لئے بات کرتا ہے کہ لوگوں کو ہنسائے تو اس کی وجہ سے وہ جہنّم کی اتنی گہرائی میں گرتا ہے جو آسمان و زمین کے درمیانی فاصلہ سے زیادہ ہے۔ [6]

جھوٹ کیوں بولا جاتا ہے: بعض خواتین جھوٹ بولنے کی عادی ہوتی ہیں اور انہیں معاذ اللہ جھوٹ بولنے میں مزہ آتا ہے، جبکہ بعض خواتین مجبوراً جھوٹ بولتی ہیں یعنی وہ جان بوجھ کر یا انجانے میں کوئی ایسا کام کر بیٹھتی ہیں جو ان کے شوہر یا والدین وغیرہ کے مزاج کے خلاف ہوتا ہے یا وہ بات کسی کو بتا نہیں سکتیں تو وہ جھوٹ کا سہارا لیتی ہیں۔ پھر بسا اوقات ایک جھوٹ کو چھپانے کے لئے 100 جھوٹ بولتی ہیں اور یہ نہیں سوچتیں کہ جھوٹ آخر جھوٹ ہے، خواہ ایک بار بولیں یا سو بار۔

افسوس! فی زمانہ جھوٹ کا مرض اتنا عام ہے کہ اسے برا ہی نہیں سمجھا جاتا، بلکہ شریعت نے جن مخصوص صورتوں میں جھوٹ کی اجازت دی ہے، بعض نادان خواتین ان صورتوں سے غلط استدلال کرتی دکھائی دیتی ہیں، لہٰذا انہیں یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے کہ جس چیز کو شریعت نے حرام قرار دیا ہے اسے اپنی طبیعت کے مطابق آپ جائز نہیں سمجھ سکتیں، اس کی مثال یوں سمجھ سکتی ہیں کہ شوگر کے مریض کے لئے مٹھائی و دیگر میٹھی چیزیں کھانا گویا کہ زہر کی حیثیت رکھتی ہیں، اب اگر وہ باز نہ آئے اور رس گلے کھالے تو سوچئے اس کا کیا حال ہوگا!

یہ تو ایک جسمانی بیماری ہے جس کی اذیت کا احساس صرف اسی کو ہو سکتا ہے جس پر بیتتی ہے، چنانچہ جھوٹ جو کہ ایک باطنی مرض ہے، اس کی وجہ سے آپ کو کس طرح کے نقصانات و اذیت کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:

جھوٹ کے نقصانات: جھوٹ بولنے سے اللہ پاک ناراض ہوتا ہے، یہ ہلاکت اور بربادی میں ڈالنے والا کام ہے، جھوٹ بولنے سے چہرے کی رونق ختم ہو جاتی ہے،[7] فرشتے اس انسان سے دور چلے جاتے ہیں۔[8] اس سے دیگر لوگ نفرت کرتے ہیں، اس پر کوئی بھی اعتماد نہیں کرتا، جھوٹ بولنے والوں کی مدد کرنا کوئی پسند نہیں کرتا، جھوٹ بولنے سے لڑائی جھگڑے ہوتے ہیں اور گھر تباہ و برباد ہو جاتے ہیں، جھوٹ نفاق کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔[9] جھوٹ رزق کو تنگ کر دیتا ہے۔[10] جھوٹ سے دیگر کبیرہ گناہوں کا دروازہ کھلتا ہے، حدیثِ پاک میں ہے: بے شک جھوٹ گناہ کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ جہنم کا راستہ دکھاتا ہے۔[11]

جھوٹ کی مثالیں: ☆ کوئی خاتون عالمہ حافظہ حجن وغیرہ نہ ہو لیکن اس کے باوجود اپنے لئے ایسے الفاظ استعمال کرے ☆ کوئی بھی کام یا نیکی کی ہو اور اس کے بارے میں انکار کرنا اور جو کام نہ کیا ہو اس کے بارے میں اقرار کرنا بھی جھوٹ ہے ☆ کسی سے کوئی چیز مانگی اور کہا کہ فلاں تاریخ کو دے دوں گی حالانکہ دینے کی نیت نہ ہو تو یہ بھی جھوٹ ہے ☆ کسی آیت یا حدیث یا کسی کے قول کا حوالہ قصداً غلط بتانا بھی جھوٹ میں شامل ہے ☆ کسی کا یا گھر کا کام نہ کرنا پڑے، کوئی اور کرے اس لئے بہانے بنانا میری طبیعت ٹھیک نہیں، میرے سر میں یا جسم میں درد ہو رہا ہے، مجھے چکر آرہے ہیں وغیرہ بولنا بھی جھوٹ ہے ☆ اپنی عمر، شادی کا سن یا بچوں کی تعداد قصداً غلط بتانا بھی جھوٹ ہے ☆ بیرونِ ملک جانے کے لئے غیر شادی شدہ ہونے کی صورت میں شادی شدہ یا شادی شدہ ہونے کی صورت میں غیر شادی شدہ لکھوانا یا ☆ کسی اور کام سے جا رہے ہوں تو تعلیم کا بہانہ بنانا یا ☆ محرم کو غیر محرم یا کسی غیر محرم کو محرم بتا دینا بھی جھوٹ ہے۔ اس طرح مزید باتیں بھی غور و فکر کرنے سے سمجھ میں آسکتی ہیں۔

بچوں کے ساتھ جھوٹ بولنے کی چند مثالیں: ☆ ادھر آؤ میں تمہیں چیز، گڑیا، کھلونا، ٹافی، چاکلیٹ وغیرہ دوں گی ☆ تمہیں باہر لے جاؤں گی ☆ اتوار کو پارک لے جاؤں گی ☆ فلاں دن نانی کے گھر لے جاؤں گی ☆ ہوم ورک مکمل کرو گے تو انعام دوں گی وغیرہ حالانکہ اس کام کی نیت نہ ہو اور صرف بچے کو بہلانے کے لئے ایسا کہا جائے تو یہ بھی جھوٹ ہے، جیسا کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: گفتگو لکھی جاتی ہے یہاں تک کہ ایک شخص اپنے بیٹے کو چپ کرانے کیلئے کہتا ہے: میں تمہارے لئے فلاں فلاں چیزیں خریدوں گا۔ (حالانکہ خریدنے کی نیت نہیں ہوتی) تو اسے جھوٹا لکھا جاتا ہے۔[12]

اسی طرح کسی بات میں مبالغہ کرنا بھی جھوٹ شمار ہو سکتا ہے، لہٰذا بے جا مبالغے سے بچیں، مثلاً کسی کو یہ کہنا کہ آپ کا کھانا بہت اچھا تھا، آپ کھانا بہت اچھا بناتی ہیں، آپ کا سوٹ بہت اچھا لگ رہا ہے، آپ کی رائٹنگ بہت اچھی ہے وغیرہ حالانکہ ایسا نہ ہو تو یہ بے جا مبالغہ ہے، اس سے بچنا چاہیے۔

جھوٹ سے کیسے بچیں؟ جھوٹ کے دنیوی و اخروی نقصانات کو پیشِ نظر رکھیں، جھوٹے لوگوں کی صحبت میں بیٹھنا چھوڑ دیں، سچ کی اہمیت و فوائد کو مدِ نظر رکھیں، اللہ پاک کی بارگاہ میں سچی توبہ کر کے جھوٹ سے بچنے کی توفیق مانگیں۔

---

(1) بہار شریعت، حصہ:16، 3/515 (2) مراٰۃ المناجیح، 6/453 (3) الحدیقۃ الندیۃ، 4/10 (4) مساوئ الاخلاق للخرائطی، ص 77، حدیث:132 ملتقطاً (5) تفسیر خزائن العرفان پ 1، البقرۃ، تحت الآیۃ:10 (6) شعب الایمان، 4/213، حدیث:4832 (7) احیاء العلوم مترجم، 3/357 (8) ترمذی، 3/392، حدیث: 1979 (9) مساوئ الاخلاق للخرائطی، ص 68، حدیث: 111 (10) مساوئ الاخلاق للخرائطی، ص 70، حدیث: 117 (11) موسوعہ ابن ابی الدنیا، 5/205، رقم:2 (12) احیاء العلوم مترجم، 3/350

ڈوبتے کو تنکے کا سہارا

ام غزالی (ایم اے اردو) شعبہ ماہنامہ خواتین

مما! دیکھیے تو سہی! بارش رک ہی نہیں رہی! بلکہ پانی ہے کہ بڑھتا ہی جارہا ہے۔ مما نے کہا: بیٹی! پریشان نہ ہو اور اللہ پاک کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ اللہ پاک اس آزمائش سے نکلنے کا کوئی نہ کوئی وسیلہ ضرور بنائے گا۔

بیٹی کو دلاسا دینے کے بعد اُمِّ غزالی خود ہزاروں خدشات میں گھری یہ سوچ رہی تھی کہ آج کی رات بڑی تکلیف میں گزرے گی، کیونکہ گھر کے نچلے پورشن میں کئی فٹ پانی کھڑا تھا اور باہر بھی نکلنا مشکل تھا، بارش سیلابی صورت اختیار کر چکی تھی اور سارا علاقہ ہی پانی میں ڈوب چکا تھا، نشیب میں واقع گھروں اور دکانوں کا تو سارا ہی سامان تباہ ہو چکا تھا، مویشی وغیرہ بھی سیلابی ریلے میں بہہ چکے تھے، یہاں تک کہ پختہ مکان بھی ٹوٹ پھوٹ کا شکار تھے، بے یار و مددگار ہزاروں لوگ پریشان تھے، مسجدوں میں اذانیں دی گئیں، لوگوں کو استغفار و دعاؤں کا کہا گیا، مگر پانی تھا کہ مسلسل بڑھتا ہی جارہا تھا۔

ام غزالی بچوں کو دلاسا دینے کے بعد خود بھی گڑگڑا کر دعائیں مانگ رہی تھی کہ قریب ہی موجود پڑوسیوں کے بچے بالکونی میں کھڑے باہر سیلابی پانی کو دیکھ رہے تھے کہ ایک چھوٹا بچہ گر کر پانی میں بہہ گیا، بڑی مشکل سے لوگوں نے اسے پکڑا مگر وہ موقع پر ہی دم توڑ گیا۔ اس واقعے نے لوگوں کو اور بدحواس کر دیا۔ آخر رات کٹی اور بارش بھی تھم تو گئی مگر دن کا اجالا لوگوں کی خوشیاں واپس نہ لا سکا، گھروں میں بچوں کی گہما گہمی تھی نہ گلیوں میں شور شرابا۔ ہر طرف بس پانی ہی پانی تھا، پریشان حال لوگ گھروں کی چھتوں پر بھوکے پیاسے بیٹھے کسی غیبی مدد کے منتظر تھے۔ ام غزالی نے دن کے اجالے میں جو یہ سب دیکھا تو مزید پریشان ہو گئی کہ اتنے میں اس کے بیٹے غزالی کی آواز آئی۔ مما! دیکھیے! باہر کچھ لوگ کشتیوں میں آئے ہیں، ام غزالی نے دیکھا تو واقعی کچھ فرشتہ صفت لوگ چھتوں پر بیٹھے بے آسرا لوگوں کو کشتیوں میں بٹھا کر محفوظ مقام پر لے جارہے تھے، معلوم ہوا کہ یہ لوگ بے سہارا لوگوں کو نہ صرف محفوظ مقام پر بنائی گئی خیمہ بستی میں منتقل کر رہے ہیں، بلکہ پختہ گھروں میں رہنے والوں کو کھانا و دیگر ضروریاتِ زندگی بھی فراہم کر رہے ہیں۔ بلاشبہ یہ لوگ دُکھیاری اُمّت کے لئے ”ڈوبتے کو تنکے کا سہارا“ ثابت ہوئے اور لوگوں کے چہروں پر خوشیاں بکھیر کر ان کی دعائیں لے رہے تھے۔ یہ لوگ عاشقانِ رسول کی دینی دعوتِ اسلامی کے شعبہ FGRF کے ورکرز تھے جنہوں نے اپنی جانوں کی پروا کئے بغیر بے سہارا اور پریشان حال لوگوں کی خدمت کر کے بتا دیا کہ ابھی انسانیت زندہ ہے۔ لہٰذا ہمیں بھی چاہئے کہ دنیا و آخرت کو سنوارنے و بہتر بنانے کے لئے جس قدر ممکن ہو سکے پریشان حال لوگوں کی مدد کر کے اپنے رب کریم اور اُس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کو راضی کر لیں۔

اللہ پاک ہم سب کو بالواسطہ یا بلاواسطہ دکھی لوگوں کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم

اہم نوٹ: ان صفحات میں ماہنامہ خواتین کا سلسلہ جامعات کی معلمات، ناظمات اور تنظیمی ذمہ داران کے پانچویں تحریری مقابلے میں ہر عنوان کے تحت اول پوزیشن حاصل کرنے والے مضامین شامل ہیں۔ موصول ہونے والے 20 مضامین کی تفصیل یہ ہے:

عنوان	تعداد	عنوان	تعداد	عنوان	تعداد
اللہ پاک نے قرآنِ پاک میں مثالیں کیوں بیان فرمائیں؟	4	اُمّت پر شفقتِ مصطفےٰ	3	استاذ شاگرد کا باہمی تعلق کیسا ہونا چاہئے؟	13

مضمون بھیجنے والیوں کے نام: لاہور: بنتِ سید مبین، اختِ کاشف، اختِ ثقلین، بنتِ مشتاق مدنیہ،،، گجرات: بنت خالد محمود مدنیہ، بنت رخسار مدنیہ، بنتِ طیب،،، یزمان: بنت افضل مدنیہ، بنتِ شفیق مدنیہ،،، کراچی: بنتِ ہاشم مدنیہ، بنت ساجد مدنیہ، بنت عبد الغنی مدنیہ، ام روشنی مدنیہ، دیگر: ام حبیبہ مدنیہ (گلبہار سیالکوٹ)، بنتِ کاشف (پشاور)، بنت نوید اقبال مدنیہ (معراجکے)، بنتِ اظہر (راولپنڈی)، بنتِ خدا بخش مدنیہ (میرپور خاص)، بنتِ محمد سجل مدنیہ (ترنڈہ سوائے خان)

اللہ پاک نے قرآنِ پاک میں مثالیں کیوں بیان فرمائیں؟

بنتِ خدا بخش مدنیہ (معلمہ فیضان مدینہ العطار ٹاؤن میرپور خاص)

اللہ پاک نے جہاں قرآنِ کریم میں احکامات اور واقعات بیان فرمائے ہیں وہیں کئی مضامین کو مثالوں کے ذریعے بھی بیان فرمایا ہے۔ مثالوں کے ذریعے ایک بات انسان کے ذہن نشین بھی ہو جاتی ہے، اس کلام کو سمجھنا بھی آسان ہوتا ہے اور بات میں دلچسپی بھی پیدا ہوتی ہے۔ مثال کا عام استعمال ضربُ المثل کے معنی میں ہوتا ہے اور بطور استعارہ کسی حالت کو بیان کرنے کو بھی مثال کہتے ہیں۔ قرآنِ کریم میں جو مثالیں بیان کی گئی ہیں وہ وضاحت، نصیحت یا عبرت کیلئے ہوتی ہیں۔ مثالیں پیشِ خدمت ہیں:

(1) ہدایت سے محروم لوگوں کی مثال: اللہ پاک ہدایت سے محروم لوگوں کی مثال بیان فرماتا ہے: وَ مَثَلُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِیْ یَنْعِقُ بِمَا لَا یَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّ نِدَآءًؕ-صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ (پ2، البقرۃ: 171) ترجمۂ کنز العرفان: اور کافروں کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو کسی ایسے کو پکارے جو خالی چیخ و پکار کے سوا کچھ نہیں سنتا۔ (یہ کفار) بہرے، گونگے، اندھے ہیں تو یہ سمجھتے نہیں۔ اس آیتِ مبارکہ میں کافروں کے سننے کی مثال جانوروں کے ریوڑ سے ذکر کی گئی ہے کہ ان کا مالک انہیں آواز دے تو صرف وہ آواز کو سنتے ہیں اس بات کے مفہوم کو نہیں سمجھتے کہ ایسے آنکھ، کان کا کیا فائدہ جس سے نفع نہیں اٹھا سکیں!

(2) اللہ پاک کی راہ میں خرچ کرنے والوں کی مثال: پارہ 3 سورۂ بقرہ کی آیت نمبر 261 میں ارشاد ہوتا ہے: مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍؕ-وَ اللّٰهُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُؕ-وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ (261) ترجمہ کنز العرفان: ان لوگوں کی مثال جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس دانے کی طرح ہے جس نے سات بالیاں اُگائیں، ہر بالی میں سو دانے ہیں اور اللہ اس سے بھی زیادہ بڑھائے جس کے لئے چاہے اور اللہ وسعت والا، علم والا ہے۔

(3) کافروں کے اعمال کی مثال: پارہ 13 سورۂ ابراہیم کی آیت نمبر 18 میں ارشادِ ربانی ہے: مَثَلُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ ﹰاشْتَدَّتْ بِهِ الرِّیْحُ فِیْ یَوْمٍ عَاصِفٍؕ-لَا یَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰى شَیْءٍؕ-ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِیْدُ (18) ترجمۂ کنز العرفان: اپنے رب کا انکار کرنے والوں کے اعمال راکھ کی طرح ہوں گے جس پر آندھی کے دن میں تیز طوفان آجائے تو وہ اپنی کمائیوں میں سے کسی شے پر بھی قادر نہ رہے۔ یہی دور کی گمراہی ہے۔ اس آیت میں کافروں کے اعمال کے بارے میں بتایا گیا کہ قیامت کے دن ان کے اعمال کچھ بھی نہ ہوں گے اور اس وقت اس کا نقصان

مکمل طور پر واضح ہو جائے گا دنیا میں جو نیک اعمال کئے ہوں گے قیامت میں گویا راکھ کی طرح کچھ فائدہ نہ پہنچائیں گے۔

(4) جھوٹے معبودوں کو پوجنے کی مثال: پارہ 13 سورۂ رعد کی آیت نمبر 14 میں ارشاد ہوتا ہے: لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ؕ وَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا یَسْتَجِیْبُوْنَ لَهُمْ بِشَیْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّیْهِ اِلَى الْمَآءِ لِیَبْلُغَ فَاهُ وَ مَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ؕ وَ مَا دُعَآءُ الْكٰفِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ ﴿۱۴﴾

ترجمہ کنزالعرفان: اسی کا پکارنا سچا ہے اور اُس کے سوا جن کو یہ (کافر) پکارتے ہیں وہ ان کی کچھ بھی نہیں سنتے مگر اس کی طرح جو پانی کے سامنے اپنی ہتھیلیاں پھیلائے بیٹھا ہے کہ اس کے منہ میں پہنچ جائے حالانکہ وہ ہرگز اس تک نہ پہنچے گا اور کافروں کا پکارنا گمراہی میں ہی ہے۔

اس آیت مبارکہ میں غیر خدا سے مانگنے کی مثال بیان کی کہ جس طرح وہ پانی خود ان کے منہ میں نہیں جائے گا اسی طرح ان کی دعا بھی قبول نہ ہو گی۔

(5) شرک کارد کرنے کے لئے مثال: پارہ 14 سورۂ نحل کی آیت نمبر 75 میں رب کریم فرماتا ہے: ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا یَقْدِرُ عَلٰى شَیْءٍ وَّ مَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ یُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّ جَهْرًا ؕ هَلْ یَسْتَوٗنَ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾

ترجمہ کنزالعرفان: اللہ نے ایک بندے کی مثال بیان فرمائی جو خود کسی کی ملکیت میں ہے، وہ کسی شے پر قادر نہیں اور ایک وہ ہے جسے ہم نے اپنی طرف سے اچھی روزی عطا فرما رکھی ہے تو وہ اس میں سے پوشیدہ اور اعلانیہ خرچ کرتا ہے، کیا وہ سب برابر ہو جائیں گے؟ تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں بلکہ ان میں اکثر جانتے نہیں۔ اس آیت میں دو شخصوں کی مثال بیان کر کے شرک کا رد کیا ہے یعنی ایک بندہ غلام ہے دوسرا شخص اچھی روزی کمانے والا ہے آزاد اور مالک ہے تو جب یہ دو شخص برابر نہیں ہو سکتے تو وہ قادر مطلق رب ہے اس کے برابر کوئی بھی کیسے ہو سکتا ہے۔

اسی طرح جگہ بہ جگہ مثالیں بیان فرما کر لوگوں کیلئے ہدایت حاصل کرنے کا سامان کیا گیا ہے۔ اللہ پاک ہمیں بھی ہدایت یافتگان میں شامل فرمائے۔

امت پر شفقتِ مصطفےٰ

بنت شفیق (ایم اے اسلامیات، سلور میڈلسٹ، معلمہ جامعہ یزمان، بہاولپور)

شفقت ایک ایسا وصف ہے جو انسان کو آراستہ و پیراستہ کر کے ہر دل عزیز بنا دیتا ہے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی شفقت کا کیا کہنا کہ آپ کا اپنی امت پر شفیق و مہربان ہونا روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ہے: لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْكُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۲۸﴾ (پ11، التوبۃ:128)

آپ اپنی ولادت سے لیکر وصال ظاہری تک اور مابعد وصال تا قیامت امت پر شفقت و مہربانی کے دریا بہا رہے ہیں۔

مؤمن ہوں مومنوں پہ رؤف و رحیم ہو
سائل ہوں سائلوں کو خوشی لا نھر کی ہے

اس شفقت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ شریعت کے کئی احکام آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے امت پر آسان فرما دئے، جن میں سے چند یہ ہیں:

1 - حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میری امت پر شاق ہو گا تو میں انہیں ہر وضو کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا۔[1]

2- حضرت ابو قتادہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: میں نماز شروع کرتا ہوں اور اسے دراز کرنا چاہتا ہوں کہ بچے کے رونے کی آواز سنتا ہوں تو نماز میں اختصار کرتا ہوں کیونکہ اسکے رونے سے اس کی ماں کی سخت گھبراہٹ جان لیتا ہوں۔[2]

3- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: اگر میری امت پر مشقت نہ ہوتی تو میں ان پر ہر وضو کے ساتھ مسواک فرض کر دیتا اور نماز عشاء کو تہائی رات تک مؤخر کر دیتا۔[3]

4- حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا: اے لوگو! تم پر حج فرض ہو گیا، پس حج کیا کرو۔ ایک شخص نے عرض کی! یا رسول اللہ! کیا حج ہر سال فرض ہے؟ آپ خاموش رہے حتی کہ اس نے تین بار عرض کی۔ پھر آپ نے فرمایا: اگر میں ہاں کہہ دیتا تو حج ہر سال فرض ہو جاتا اور تم اس کی ادائیگی کی طاقت نہ رکھتے جن چیزوں کا بیان میں چھوڑ دیا کروں ان کا سوال مت کیا کرو۔[4]

5- حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہ

وسلم نے فرمایا: وصال کے روزے نہ رکھو۔ صحابہ نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ وصال کے روزے رکھتے ہیں۔ فرمایا: تم اس معاملے میں مجھ جیسے نہیں، میں اس حال میں رات گزارتا ہوں کہ میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے تم وہ کام کیا کرو جو آسانی سے کر سکو۔[5] صومِ وصال کا معنی یہ ہے کہ روزے کے بعد روزہ رکھا جائے اور ان روزوں کے درمیان کھانا پینا نہ ہو، اس طرح جتنے روزے رکھے جائیں وہ سب صومِ وصال ہونگے۔[6]

استاذ شاگرد کا باہمی تعلق کیسا ہونا چاہئے؟

بنتِ رخسار احمد (معلمہ کنگ سہالی، گجرات)

استاذ اور طالبِ علم کا رشتہ انتہائی مقدس ہوتا ہے، تفسیر روح البیان میں ہے: جسے خواہش ہے کہ وہ جہنم سے آزاد شدہ لوگوں کو دنیا میں دیکھے تو اسے چاہیے کہ وہ طلبائے اسلام کی زیارت کرے۔ بخدا! ہر وہ طالب علم جو اپنے استاذ کے ہاں درس گاہ یا ان کے گھر پر حاضری دیتا ہے تو اسے ایک سال کی عبادت کا ثواب نصیب ہوتا ہے اور اس کے ایک ایک قدم کے بدلے بہشت میں اس کے لیے ایک شہر تیار ہو گا اور وہ زمین پر چلتا ہے تو زمین اسے دعائیں دیتی ہے اور ہر شام و سحر اس کی مغفرت کا اعلان ہوتا ہے اور فرشتے گواہی دیتے ہیں کہ یہ طلبائے اسلام دوزخ سے آزاد ہیں۔[7]

استاذ کا مقام ہر اعتبار سے عزت اور قدر و منزلت کا مستحق ہے۔ طلبہ کی تعلیم وتربیت کی ذمہ داری بڑی اہم ذمہ داری ہے۔ جو اس فرض کو دیانت داری، محنت، خلوص اور احساسِ فرض کے ساتھ سرانجام دیتا ہے وہ قوم کی صحیح معنوں میں بہت بڑی خدمت کرتا ہے۔ استاذ کے اوصاف و اطوار ایسے ہونے چاہئیں کہ وہ نیکی وپرہیزگاری کا مکمل و مجسم نمونہ ہو اور اس کی زیارت ہی سے تعلیم کے مقدس فیض کا عکس شاگرد کے دل میں اتر جائے۔ عصرِ حاضر کے تناظر میں بات کی جائے تو واضح رہنا چاہیے کہ استاذ کا کام طالب علم کو محض اسباق یا کتب پڑھا دینا نہیں بلکہ اس کا اصل کام اپنے طلبہ میں علم کا شوق اور مزید جاننے کی لگن پیدا کرنا، نیز تحقیق وجستجو کیلئے ان کی استعداد میں اضافہ کرنا ہے۔

استاذ اور شاگرد کے رشتے سے زیادہ جاذبیت رکھنے والا کوئی رشتہ نہیں، لیکن افسوس! جتنا یہ رشتہ دور سابق میں اہمیت رکھتا تھا ہمارے دور میں اس کی اس سے بڑھ کر بے قدری ہے کیونکہ آج اس کی اہمیت کے بجائے بے قدری زیادہ ہے۔ اپنی مرضی پر چلنے والے طلبہ تو بکثرت ملیں گے لیکن اپنی رضا کا مرکز اپنے استاذ کو بنانے والے بہت تھوڑے ہیں، سابق دور میں ہر حیثیت سے رضائے استاذ کو ترجیح دی جاتی تھی، یہی وجہ ہے کہ سابق دور کے علما ومشائخ جیسا آج ایک فرد بھی نہیں ملتا۔ شاگرد کا فرض ہے کہ انتہائی انکسار و تواضع اختیار کرے اور اپنی اطاعت گزاری سے استاذ کی سختی کو بھی نرمی میں بدل دے تاکہ استاذ کا فیض حاصل کر سکے۔ امیر اہلِ سنت دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں: شاگردوں کو چاہیے کہ وہ اپنے استاذ کا ہر صورت میں ادب کریں، چاہے استاذ کی طرف سے ناروا سلوک ہوتا ہو، چونکہ اس سے علم دین حاصل کر رہے ہیں تو اپنے مفاد پورے حاصل کریں۔ مزید فرماتے ہیں: استاذ تو آپ کو دین سکھاتا ہے، آپ کی آخرت بہتر بناتا ہے تو آپ کم از کم کتے سے ہی اخلاق سیکھ لیجئے کہ مالک کتے کو ٹکڑا ڈالتا ہے وہ مالک کا دروازہ نہیں چھوڑتا یہاں تک کہ مالک اس کو بھگائے مارے تو تھوڑا بھاگے گا پھر دم ہلاتا ہوا واپس پاؤں چاٹنا شروع کر دے گا، تو ہم عمر بھر کھائیں اور ایک بار سختی کرے تو مخالف ہو جائیں تو کتے کے اخلاق سے بھی گر گئے، لیکن دورِ حاضر میں جہاں شاگردوں کی بے مروتی اور مذمت کی جارہی ہے، وہیں بعض اساتذہ کی کیفیت شاگردوں سے بھی زبوں تر ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مدرس اپنے منصب کے لحاظ سے ولی اللہ ہے بشرطیکہ وہ اکابر کے نقشِ قدم پر چلے۔ اللہ پاک ہمیں اکابرین کی تعلیمات کے مطابق تعلیم وتعلم کی عادت سے بہرہ مند فرمائے۔ آمین

---

❶ترمذی، 1/99، حدیث:22 ❷بخاری، 1/253، حدیث: 709 ❸ترمذی، 1/100، حدیث:23 ❹مسلم، ص698، حدیث:3257 ❺مسلم، ص429، حدیث:2567 ❻شرح صحیح مسلم، 3/89 ❼تفسیر روح البیان، 8/82

اہم نوٹ: ان صفحات میں ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے سلسلے نئے لکھاری کے تحت ہونے والے 34ویں تحریری مقابلے کے مضامین شامل ہیں۔ چنانچہ اس ماہ کل مضامین 116 تھے، جن کی تفصیل یہ ہے:

عنوان	تعداد	عنوان	تعداد	عنوان	تعداد
اللہ پاک کے 5 حقوق	13	جھوٹ کی مذمت پر 5 فرامینِ مصطفے	98	قرآنِ کریم میں بارگاہِ الٰہی کے 5 آداب	5

مضمون بھیجنے والیوں کے نام: کراچی:ام سلمہ مدنیہ، بنتِ آدم، ام حبیبہ، بنتِ منصور، بنتِ نعیم احمد، بنتِ ہارون، بنتِ فیاض، بنتِ فیصل، بنتِ کامران، بنتِ نذیر احمد، ام طلحہ، بنتِ فیض، بنتِ عدنان، بنتِ محمد علی، بنتِ خالد۔ حیدر آباد:ام حرم، بنتِ انیس، بنتِ جاوید۔ سیالکوٹ:(جامعات المدینہ گرلز:) بنتِ اصغر مغل، بنتِ شبیر حسین، بنتِ شہباز، بنتِ وارث، بنتِ شمس، بنتِ محمد جان، بنتِ نواز، بنتِ طارق، بنتِ امجد، بنتِ تنویر، بنتِ جہانگیر، بنتِ رزاق بٹ، بنتِ سلیم (شفیع کا بھٹہ)،،، بنتِ سلیم، بنتِ شفیق، بنتِ شہباز، بنتِ طارق محمود، بنتِ محمود حسین، بنتِ اشرف، بنتِ مالک، بنتِ منور حسین، ام ہلال، بنتِ تنویر، بنتِ ذو الفقار، بنتِ محمد رشید، بنتِ سجاد، بنتِ سعید، بنتِ وارث (گلبہار)،،، بنتِ عارف، بنتِ شفیق احمد، بنتِ محمد شفیق، بنتِ عرفان، بنتِ افضل، بنتِ وارث، بنتِ عزیز بھٹی، بنتِ اکرم، بنتِ شاہد، بنتِ عبد الرزاق، بنتِ اقبال، بنتِ لیاقت علی، بنتِ اشرف، بنتِ جاوید، بنتِ نعیم اختر، بنتِ منیر، ام حبیبہ، بنتِ سجاد، بنتِ اصغر، بنتِ امجد (معراجکے)،،، لاہور: بنتِ مشتاق، بنتِ نعیم، بنتِ شفیق، بنتِ شاہد، بنتِ مجید، بنتِ ندیم، بنتِ طارق محمود، بنتِ خادم حسین، بنتِ رشید۔ گجرات: بنتِ عابد علی، بنتِ ندیم، بنتِ لطیف، بنتِ خادم (حاجیوالہ)، بنتِ نعیم (لالہ موسیٰ)۔ یزمان: بنتِ قاسم، بنتِ اقبال، بنتِ امجد، بنتِ عبد اللہ، بنتِ عبد الخالق، بنتِ اعظم، بنتِ رشید احمد،،، سمندری: بنتِ اشرف، بنتِ یعقوب، بنتِ امیر حمزہ، بنتِ خادم حسین، بنتِ سلطان۔ دیگر: بنتِ جعفر (فیصل آباد)، بنتِ ظفر (گجرانوالہ)، بنتِ عارف (وہاڑی)، بنتِ مشتاق (کوٹ ادو)، بنتِ ملازم حسین (اسلام آباد)، بنتِ رمضان، بنتِ عبد العزیز (میر پور خاص)، بنتِ بشیر احمد (اوکاڑہ)، بنتِ سلطان (واہ کینٹ)، بنتِ مدثر (راولپنڈی)، بنتِ امجد سلطانیہ (جہلم)، بنتِ اختیار (کوٹ غلام محمد)، بنتِ اسلم (اٹک)، بنتِ اللہ بخش (ڈیرہ اللہ یار)، بنتِ جاوید احمد (مورو)، بنتِ محمد رمضان (جوہر آباد)، بنتِ ساجد الرحمن۔ ہند: بنتِ عبد الحبیب (کاشی پور)

اللہ پاک کے 5 حقوق

(بنتِ نذیر احمد، جامعہ سعد بن ابی وقاص، نارتھ کراچی)

اسلام میں حق کی ادائیگی پر کافی زور دیا گیا ہے چاہے وہ اللہ کے حقوق ہوں یا لوگوں کے۔ اللہ کے حقوق کو حقوق اللہ اور لوگوں کے حقوق کو حقوق العباد کہتے ہیں۔ حقوق العباد میں ہم پر سب سے بڑا حق اپنے والدین کا ہے پھر درجہ بدرجہ مزید لوگوں کا، حقوق اللہ میں ہم پر سب سے بڑا حق یہ ہے کہ ہم کسی کو اللہ کا شریک نہ ٹھہرائیں۔

حق کی تعریف: حق کی جمع حقوق ہے اور حقوق ان قواعد اور اصول کو کہا جاتا ہے جن کی رعایت ایک معاشرہ یا ایک خاندان کے افراد ایک دوسرے سے روابط کے دوران کرتے ہیں اور انہی قواعد کے مطابق ہر ایک کے اختیارات اور آزادی کو متعین کیا جاتا ہے۔ چنانچہ 5 حقوق اللہ یہ ہیں:

(1) ہم پر حق ہے کہ ہم اللہ پر ایمان لائیں جیسا کہ اللہ پر ایمان لانے کے متعلق حدیثِ پاک میں آتا ہے: حضرت عبادہ ابن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: جو گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں تو اللہ اس پر آگ حرام فرمادے گا۔[1]

(2) اللہ پاک کے حقوق میں سے ایک حق یہ بھی ہے کہ ہم اللہ کی اطاعت کریں اور اس کی نافرمانی سے بچیں۔ حدیثِ پاک میں ہے کہ جس نے اللہ کی اطاعت چھوڑ دی وہ قیامت کے دن اس حال میں اللہ سے ملے گا کہ اس کے پاس عذاب سے بچنے کی کوئی حجت نہ ہوگی اور جو اس حال میں مرا کہ اس کی گردن میں بیعت کا پٹا نہ تھا تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔[2]

(3) اللہ پاک کا ایک حق اس کے دیئے ہوئے مال میں سے اس کی راہ میں خرچ کرنا بھی ہے، راہِ خدا میں خرچ کرنے کے متعلق حدیثِ پاک میں آتا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: حسد یعنی رشک نہیں مگر فقط دو آدمیوں کے معاملے میں، پہلا وہ شخص جسے اللہ پاک نے قرآن عطا فرمایا اور وہ اسے دن رات پڑھتا ہے اور دوسرا وہ شخص جسے اللہ پاک نے مال عطا فرمایا اور وہ دن رات (راہِ خدا میں) خرچ کرتا ہے۔[3]

(4) اللہ کا ایک حق یہ بھی ہے کہ اس سے ڈرا جائے، جیسا کہ اللہ پاک قرآنِ پاک میں فرماتا ہے: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ (پ4، اٰل عمران: 102) ترجمۂ کنز العرفان: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو۔ خوفِ خدا سے متعلق حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا:

جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے تو ہر چیز اس سے ڈرتی ہے اور جو اللہ کے سوا کسی سے ڈرتا ہے تو وہ ہر شے سے خوف زدہ ہوتا ہے۔ (4)

(5) اسی طرح اللہ پاک کا یہ بھی حق ہے کہ اللہ کا شکر ادا کیا جائے جیسا کہ شکر کے متعلق حدیث میں آتا ہے کہ حضرت مالک بن نضلہ فرماتے ہیں: میں بارگاہِ نبوت میں پراگندہ حال حاضر ہوا تو آپ نے استفسار فرمایا: کیا تیرے پاس کچھ مال ہے؟ میں نے عرض کی: مجھے اللہ نے ہر قسم کا مال عطا فرمایا ہے؛ اونٹ، گھوڑے، غلام اور بکریاں۔ ارشاد فرمایا: جب اللہ نے تجھے مال عطا فرمایا ہے تو پھر تجھ پر اس کا اثر دکھائی دینا چاہیے۔ (5) اسی طرح ایک حدیث میں ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: جب اللہ کسی بندے کو نعمت عطا فرماتا ہے تو اس پر اپنی نعمت کا اثر دیکھنا پسند فرماتا ہے۔ (6)

حقوق اللہ کی ادائیگی کے نہ صرف دینی فوائد ہیں بلکہ اخروی فوائد بھی موجود ہیں کہ حقوق اللہ کی ادائیگی آخرت میں فلاح و کامرانی اور دنیا میں عزت کا باعث ہے۔

قرآنِ کریم میں بارگاہِ الٰہی کے 5 آداب

(بنتِ عبد العزیز، میرپور خاص)

ادب ایک ایسا وصف ہے کہ جب تک یہ موجود تھا تو شیطان کا لقب معلم الملکوت یعنی فرشتوں کا سردار اور جب ادب مفقود ہوا تو پھر شیطان، ابلیسِ لعین اور حقارت و رحمتِ الٰہی سے دائمی دوری کا نشان بن گیا۔ (العیاذ باللہ)

ادب کی بدولت انسان شرف اور عزت و بلندی پاتا ہے جبکہ بے ادبی کے سبب ذلت و رسوائی ملتی ہے۔ حکایت بیان کی جاتی ہے کہ مشہور ولی اللہ بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ ولایت سے قبل ایک شرابی تھے۔ پس انہوں نے اللہ پاک کے نام یعنی بسم اللہ شریف کی تعظیم کی جس کی وجہ سے اللہ پاک نے انہیں ولایت کا ایسا درجہ عطا کیا کہ جانور بھی آپ کی تعظیم و شرف کی خاطر راستے میں گوبر نہ کرتے تھے کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ننگے پاؤں ہوتے تھے۔

بارگاہِ الٰہی کے 5 آداب: مسلمان ہر ایک سے ہی ادب سے پیش آتا ہے، البتہ! ایک مسلمان پر اپنے معبود و خالق ربِّ کریم کی بارگاہ کے بھی آداب لازم ہیں:

(1) بارگاہِ الٰہی کا پہلا ادب یہ ہے کہ وہ اللہ پاک کو شریک سے پاک اور احد یعنی ایک تسلیم کرے، اس کا حکم خود اللہ پاک نے دیا ہے: وَ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ لَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَیْــٴًـا (پ5، النسآء:36) ترجمۂ کنز الایمان: اور اللہ کی بندگی کرو اور اس کا شریک کسی کو نہ ٹھہراؤ۔

(2) بارگاہِ الٰہی کا ادب یہ بھی ہے کہ انسان اس کے بھیجے ہوئے رسولوں اور کتابوں پر ایمان لائے۔ اس کا حکم دیتے ہوئے اللہ پاک فرماتا ہے: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ الْكِتٰبِ الَّذِیْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ (پ5، النسآء:136) ترجمۂ کنز الایمان: اے ایمان والو ایمان رکھو اللہ اور اللہ کے رسول پر اور اس کتاب پر جو اپنے اُن رسول پر اُتاری۔

(3) بندہ اپنی ہر محبت میں اللہ پاک کی محبت کو فوقیت دے، اہلِ ایمان کی امتیازی خصوصیت بھی ہے کہ وہ سب سے بڑھ کر اللہ سے محبت کرنے والے ہوتے ہیں: وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِؕ (پ2، البقرۃ:165) ترجمۂ کنز الایمان: اور ایمان والے اللہ سے سب سے زیادہ محبت کرنے والے ہوتے ہیں۔

(4) اللہ کی بارگاہ کا ادب یہ بھی ہے کہ بندہ اس کے دیئے گئے ہر ہر حکم پر ایمان لائے اور اپنے کاموں میں اس کے حکم کی اطاعت کرے اور اپنی زندگی شریعت کے مطابق گزارے۔ اللہ پاک قرآنِ مجید میں فرماتا ہے: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ (پ5، النسآء:59) ترجمۂ کنز الایمان: اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو۔

(5) ایک اہم ادب یہ ہے کہ بندہ اپنے اندر اپنے اللہ و معبود برحق اپنے مولیٰ کا ڈر اور خوف پیدا کرے اس کی رحمت سے امید رکھے اور اس کے غضب سے ڈرے۔ اللہ پاک خوفِ خدا کا حکم دیتے ہوئے فرماتا ہے: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ (پ4، اٰل عمران:102) ترجمۂ کنز العرفان: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو۔

اللہ پاک ہم سب کو اس کی بارگاہ میں آداب کے ساتھ حاضر ہونے کی سعادت سے مشرف فرمائے۔

اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

---

(1) مسلم، ص43، حدیث:142 (2) مسلم، ص794، حدیث:4793 (3) مسلم، ص317، حدیث:1894 (4) شعب الایمان، 1/541، حدیث:974 (5) نسائی، ص831، حدیث:5234 (6) معجم کبیر، 18/135، حدیث:281

غصے پر قابو

ڈاکٹر زیرک عطّاری*
*ماہر نفسیات، U.K

ماہرینِ نفسیات کے مطابق انسان میں بنیادی طور پر چھ قسم کے جذبات پائے جاتے ہیں۔ خوشی، غم، خوف، گھبراہٹ، حیرت اور غصہ۔ بچپن ہو یا جوانی، اَدھیڑ پن ہو یا بُڑھاپا۔ زندگی کے ہر موڑ پر کہیں نہ کہیں ہمیں غصے سے پالا پڑ ہی جاتا ہے۔ چاہے کوئی کتنا ہی دعویٰ کرلے کہ مجھے غصہ نہیں آتا، وہ شخص کبھی بھی درست نہیں ہو سکتا کیونکہ غصے کا آنا ایک فطری عمل ہے۔ قابلِ غور یہ ہے کہ ہم اس غصے کو نافذ کیسے کرتے ہیں۔ اس مضمون میں غصے کا نفسیاتی تجزیہ پیش کیا جائے گا جس میں غصے کی وجوہات، اس سے بچاؤ کی تدابیر اور اس کے درست نِفاذ کے حوالے سے نکات (Points) پیش کئے جائیں گے۔

انسان کی بہت ساری ضروریات ہوتی ہیں جن کے بغیر زندگی کا گزارا مشکل ہوتا ہے۔ ان میں سے کچھ تو زندہ رہنے کے لئے ضروری ہیں مثلاً کھانا، پینا، سونا، لباس وغیرہا۔ اور کچھ کا تعلق ہماری Safety سے ہے مثلاً جان، مال، عزت اور آبرو کی حفاظت، گرمی سردی سے حفاظت۔ اس کے ساتھ ساتھ انسان کو شفقت، پیار اور محبت کی ضرورت ہوتی ہے۔ والدین، بہن بھائی، عزیز و اقارب اور دوست احباب کی طرف سے شفقت اور محبت ہماری شخصیت پر گہرا اثر مرتب کرتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اپنے آپ پر اعتماد اور اپنی ضروری Skills کو پروان چڑھانا ہماری ذہنی صحت کے لئے بہت ہی ضروری ہے۔

اس کے بعد یہ ذہن نشین کرلیں کہ ہماری بنیادی ضروریات اور ہمارے جذبات کا ایک دوسرے سے ڈائریکٹ لِنک ہے جیسا کہ ہم پہلے جان چکے ہیں کہ جذبات بنیادی طور پر چھ قسم کے ہیں: خوشی، غم، خوف، گھبراہٹ، حیرت اور غصہ۔ پچھلے پیراگراف میں ذکر کی گئی ضروریات اگر پوری ہوتی رہیں گی تو ہم خوش رہیں گے۔ بصورتِ دیگر غم، خوف، گھبراہٹ یا پھر غصہ کے جذبات کا سامنا کرنا پڑے گا۔

جس طرح ضروریات اور جذبات کا ڈائریکٹ لنک ہے اسی طرح جذبات اور ہمارے رویے (Behavior) کا بھی ڈائریکٹ لِنک ہے۔

بچپن میں تو ہم ایسے ہوتے ہیں کہ جیسے ہی ہماری کوئی خواہش یا ضرورت پوری نہ ہو تو فوراً ہی غصے میں رونا دھونا شروع کردیتے ہیں۔ یعنی کہ جذبات ہی ہمارے رویے کو کنٹرول کرتے ہیں۔ لیکن جوں جوں ہم شعور کی منازل طے کرتے ہیں تو ہم اپنے رویے کو کنٹرول کرنا شروع کرتے ہیں۔ والدین کی تربیت یا پھر ذاتی تجربات و حوادث ہمیں سکھا دیتے ہیں کہ کہاں جذبات کا اظہار کرنا ہے اور کہاں نہیں۔ جذبات کو کنٹرول کرنے کی Skill کو ماہرینِ نفسیات Emotional Intelligence کا نام دیتے ہیں۔ عام فہم میں ہم اس کو عقل بھی کہہ سکتے ہیں۔

اب تک کی گفتگو سے ہم اتنا ضرور سمجھ گئے ہوں گے کہ ہماری ضروریات اگر پوری نہ ہوں تو ہمارے اندر مختلف قسم

کے جذبات جنم لیتے ہیں جن میں سے غصہ ایک بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ جتنی ہم میں عقل (Emotional intelligence) زیادہ ہوگی ہم اتنے ہی اچھے انداز میں غصے پر قابو پالیں گے۔ اس سے نہ صرف ہماری اپنی زندگی خوشگوار رہے گی بلکہ اس کا مثبت اثر ہماری فیملی اور معاشرے کے دیگر افراد پر بھی پڑے گا۔

غصے پر قابو پانے کے لئے درج ذیل اُمور انتہائی اہمیت کے حامل ہیں:

سب سے پہلے آپ کو غصے کے حوالے سے بنیادی اسلامی تعلیمات حاصل کرنا ہوں گی۔ بے جا غصہ نافذ کرنے کے نقصانات اور غصہ پر قابو پانے کے دنیوی اور اخروی فوائد کو جاننا اولین ضرورت ہے۔ اس ضمن میں شیخِ طریقت، امیر اہلِ سنّت کا رسالہ "غصے کا علاج" ضرور پڑھیں، بلکہ بار بار پڑھیں۔

غصہ آنے پر سب سے پہلے اپنے آپ سے سوال کریں کہ مجھے غصہ کیوں آرہا ہے؟ میری کون سی بنیادی ضرورت پوری نہیں ہو رہی؟ کئی مرتبہ غصہ کسی جسمانی ضرورت کے پورا نہ ہونے پر آرہا ہوتا ہے۔ مثلاً بھوک، پیاس، نیند کی کمی یا تھکن وغیرہا۔ تو ایسی صورت میں اپنے بدن کی ضرورت کو پورا کریں۔ غصہ خود بخود دور ہو جائے گا۔

کئی مرتبہ غصہ آنے کی وجہ دوسروں کا رویہ ہوتا ہے۔ کسی نے میری بات نہیں مانی تو کسی نے میری بے عزتی کر دی۔ یا فلاں نے مجھے وہ عزت نہیں دی جو اس کو دینی چاہئے تھی۔ میں نے یہ کام کرنے کو کہا تھا وہ اس نے نہیں کیا۔ دراصل یہ دوسروں کا رویہ نہیں۔ یہ ہمارا اپنا رویہ ہے کہ ہم صرف اپنی ضروریات کو ہی ترجیح دیتے ہیں۔ اس کا حل یہ ہے کہ ہم دوسروں کی ضروریات کو ترجیح دیں۔ یہ ایک اعلیٰ خصلت ہے اور اس کو اپنانے کی کوشش کریں۔ جب ہم دوسروں کو اپنے آپ پر فوقیت دیں گے تو قدرتی طور پر ہمیں عزت و احترام ملنا شروع ہو جائے گا۔ ہماری بات مانی جائے گی اور غصے تک نوبت نہیں آئے گی۔

کچھ لوگ غصہ آنے پر خود سوزی کا راستہ اپناتے ہیں۔ غصے میں آکر بال نوچنا، دیوار میں سر مارنا، بلیڈ سے جلد کاٹنا، سگریٹ سے اپنے آپ کو داغنا وغیرہ خود سوزی کی کچھ مثالیں ہیں۔ ایسے لوگ عموماً احساسِ کمتری کا شکار ہونے کی وجہ سے بہت زیادہ حسّاس طبیعت کے مالک ہوتے ہیں۔ ایسوں کو چاہئے کہ کسی ماہرِ نفسیات سے رابطہ کرکے اپنا علاج کروائیں۔ بعض اوقات سائیکو تھراپی کے ذریعے کافی مدد ملتی ہے۔

غرور اور تکبر بھی غصے کے بہت بڑے اسباب ہیں۔ دنیاوی جاہ و جلال، عہدہ اور منصب انسان کو آخرت کے عذاب سے غافل کرکے ظالم صفت بنا دیتا ہے، ایسوں کا علاج کسی ولیِّ کامل کی صحبت سے ہی ہو سکتا ہے۔ اس ضمن میں دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار اجتماع میں باقاعدگی کے ساتھ شرکت، مدنی قافلوں میں سفر اور نیک اعمال کے رسالے پر عمل وہ اسباب ہیں جو غرور اور تکبر جیسی بری خصلت کو دور کرنے میں معاون ثابت ہو سکتے ہیں۔

بحیثیت مسلمان ہمارے لئے یہ بات جاننا بھی انتہائی ضروری ہے کہ بعض صورتوں میں غصے کا آنا ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ کئی ایسی صورتیں ہیں جہاں شریعت کے احکامات کے مطابق ہمیں نہ صرف غصہ آنا چاہئے بلکہ اس کا نفاذ کرنا بھی ضروری ہے۔

حاکم کو کس جرم پر کتنی سزا دینی ہے اس کی مکمل گائیڈ لائن موجود ہے۔ گھر کا سربراہ بھی حاکم ہے اپنے ماتحت افراد پر اور حاکم کے لئے یہ جاننا بھی لازم ہے کہ قیامت کے دن اُس سے اِس ذمہ داری کا حساب لیا جائے گا۔ غصے کی جائز صورتیں اور ناجائز غصے پر شریعت کی تجویز کی گئی سزاؤں کا علم حاصل کرنا ہر ایک پر لازم ہے۔

اللہ کریم ہمیں ان نکات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔
اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

اسلامی بہنوں کی مدنی خبریں

از: شعبہ دعوتِ اسلامی کے شب وروز

نیا آباد کراچی میں ڈسٹرکٹ سطح پر محفلِ میلاد کا اہتمام

صاحبزادیِ عطار سلمہا الغفار و نگران عالمی مجلس مشاورت کی محفل میں شرکت

دعوت اسلامی کے تحت پچھلے دنوں نیا آباد کراچی میں ڈسٹرکٹ سطح پر محفلِ میلاد کا اہتمام ہوا جس میں خصوصیت کے ساتھ صاحبزادیِ عطار سلمہا الغفار و نگران عالمی مجلس مشاورت سمیت مقامی اسلامی بہنوں نے شرکت کی۔ ڈسٹرکٹ سطح کی اصلاحِ اعمال ذمہ دار اسلامی بہن نے سنتوں بھرا بیان کیا جس کے بعد نگران عالمی مجلس مشاورت اسلامی بہن نے گفتگو کرتے ہوئے اسلامی بہنوں کو ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں شرکت کی ترغیب دلائی۔ محفل کے اختتام پر صاحبزادیِ عطار نے دعا کروائی۔

ملک وبیرونِ ممالک کی ریجن، ملک اور شعبہ نگران اسلامی بہنوں کا فیضان آن لائن اکیڈمی (گرلز) نیو کراچی کا دورہ

ڈیپارٹمنٹ کے مکمل اسٹرکچر اور مختلف کاموں کے حوالے سے تعارف پیش کیا گیا

گزشتہ ماہ نیو کراچی میں قائم فیضان آن لائن اکیڈمی (گرلز) کی برانچ میں ملک و بیرونِ ممالک (یوکے، عرب شریف، انڈونیشیا وغیرہ) کی ریجن، ملک، شعبہ نگران نیز عالمی مجلس مشاورت کی رکن اسلامی بہنوں نے وزٹ کیا۔ اس موقع پر نگران عالمی مجلسِ مشاورت اسلامی بہن نے فیضان آن لائن اکیڈمی کی مجلس کی جانب سے ڈیپارٹمنٹ کے مکمل اسٹرکچر اور مختلف کاموں کے حوالے سے Presentation پیش کی۔ اسلامی بہنوں کو فیضان آن لائن اکیڈمی گرلز کی طرف سے تحائف بھی پیش کئے گئے۔ آخر میں ان ذمہ دار اسلامی بہنوں نے فیضان آن لائن اکیڈمی کے حوالے سے اپنے تحریری تاثرات بھی پیش کئے۔

کینیا، یوگینڈا اور تنزانیہ کی ملک نگران اسلامی بہنوں کا مدنی مشورہ

سینٹرل ریجن نگران اسلامی بہن نے دینی، اخلاقی اور تنظیمی تربیت کی

11 اکتوبر 2022ء کو دعوت اسلامی کے تحت کینیا، یوگینڈا اور تنزانیہ کی ملک نگران اسلامی بہنوں کے مدنی مشورے کا انعقاد ہوا جس میں سینٹرل ریجن نگران اسلامی بہن نے اسلامی بہنوں کی دینی، اخلاقی اور تنظیمی اعتبار سے تربیت کی اور 13 نومبر 2022ء کو دعوت اسلامی کی جانب سے ہونے والے ٹیلی تھون کے حوالے سے معلومات فراہم کرتے ہوئے اس میں بھرپور حصہ لینے کی ترغیب دلائی۔ اس موقع پر دیگر دینی کاموں کے حوالے سے بھی تبادلۂ خیال کیا گیا جس پر اسلامی بہنوں نے اچھی اچھی نیتوں کا اظہار کیا۔

اسلامی بہنوں کی مزید خبریں جاننے کے لئے وزٹ کیجئے

آفیشل نیوز ویب سائٹ "دعوتِ اسلامی کے شب وروز"

Link: news.dawateislami.net

دعوت اسلامی کے شب وروز

اسلامی بہنوں کے 8 دینی کاموں کا اجمالی جائزہ

نیکی کی دعوت کو عام کرنے کے جذبے کے تحت اسلامی بہنوں کے ستمبر 2022 کے دینی کاموں کی چند جھلکیاں ملاحظہ فرمائیے:

دینی کام		اوورسیز کارکردگی	پاکستان کارکردگی	ٹوٹل
انفرادی کوشش کے ذریعے دینی ماحول سے منسلک ہونے والی اسلامی بہنیں		1649	4005	5654
روزانہ گھر درس دینے / سننے والیاں		4786	75885	80671
مدرسۃ المدینہ (بالغات)	مدارس المدینہ کی تعداد	894	5317	6211
	پڑھنے والیاں	5292	62714	68006
ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع	تعداد اجتماعات	975	9525	10500
	شرکائے اجتماع	20389	308069	328458
ہفتہ وار مدنی مذاکرہ سننے والیاں		7788	97609	105397
ہفتہ وار علاقائی دورہ (شرکائے علاقائی دورہ)		2197	22736	24933
ہفتہ وار رسالہ پڑھنے / سننے والیاں		16249	700964	717213
وصول ہونے والے نیک اعمال کے رسائل		5094	65023	70117

تحریری مقابلہ "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے عنوانات (برائے فروری 2023)

1. 10 اوصافِ سرکار قرآن وکتب تفسیر کی روشنی میں باحوالہ لکھئے۔
2. حقوقِ صحابہ کوئی 5 حقوق تحریر کیجئے مثلاً ان کی تعظیم کرنا وغیرہ
3. وعدہ خلافی کی مذمت احادیث کی روشنی میں

معلمات، ناظمات اور ذمہ دار اسلامی بہنوں کا تحریری مقابلہ (برائے فروری 2023)

1. قیامت کی نشانیاں (قرآن وحدیث کی روشنی میں)
2. فضول گوئی کی عادت کیسے ختم کی جائے؟
3. ویلنٹائن ڈے کی خرافات کے خاتمے میں خواتین کا کردار

مضمون بھیجنے کی آخری تاریخ: 20 نومبر 2022ء

مزید تفصیلات کے لئے اس نمبر پر رابطہ کریں: صرف اسلامی بہنیں: +923486422931

مکتبۃ المدینہ

فرمانِ امیرِ اہلِ سنت دامت برکاتہمُ العالیہ: مکتبۃ المدینہ دعوتِ اسلامی کا دل ہے۔

☆ مکتبۃ المدینہ دعوتِ اسلامی کا وہ شعبہ ہے جس نے کتب و رسائل کے ذریعے علمِ دین کو عام کرنے کا بیڑا اُٹھایا ہوا ہے۔

☆ اس شعبے کا بنیادی مقصد نیکی کی دعوت کو عام کرنا ہے۔

☆ یہ شعبہ دعوتِ اسلامی کے دو اہم شعبہ جات (1) المدینۃ العلمیہ (Islamic Research Center) اور (2) ٹرانسلیشن ڈیپارٹمنٹ کی مدد سے مختلف زبانوں مثلاً عربی، اردو، انگلش اور ہندی وغیرہ میں کتب و رسائل کو اچھے انداز میں پرنٹ کر کے عاشقانِ رسول کی خدمت میں پیش کرتا ہے۔

☆ مکتبۃ المدینہ المدینۃ العلمیہ (Islamic Research Center) کے تعاون سے مختلف موضوعات پر کم و بیش 500 سے زائد کتب و رسائل شائع کر چکا ہے جیسے قرآنِ پاک اور اس کی تفسیر، فرض عُلوم، بزرگانِ دین رحمۃُ اللہِ علیہم کی سیرت و واقعات، اوراد و وظائف، بچوں کے موضوعات پر مشتمل رسائل وغیرہ۔

☆ مکتبۃ المدینہ کے ذریعے سرکارِ اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللہِ علیہ اور دیگر علمائے اہلِ سنت کی کتابیں لاکھوں لاکھ کی تعداد میں چھپ کر عوام کے ہاتھوں میں پہنچ کر سنتوں کے پھول کھلا رہی ہیں۔

☆ بیرونِ ملک مثلاً یوکے، آسٹریلیا، سری لنکا، ساؤتھ افریقہ، موزمبیق، ماریشس، کینیا، تنزانیہ، یوگنڈا، امریکہ، کینیڈا اور عرب ممالک وغیرہ کم و بیش 24 ممالک میں مکتبۃ المدینہ کے 2184 (دوہزار ایک سو چوراسی) اسٹالز لگتے ہیں۔

☆ دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ www.dawateislami.net پر مختلف کیٹیگریز میں مکتبۃ المدینہ سے شائع کردہ تمام کتب P.D.F کی صورت میں موجود ہیں۔ انہیں ڈاؤن لوڈ اور پرنٹ آؤٹ کرنے کی سہولت بھی موجود ہے۔

☆ ملک و بیرونِ ملک مقیم عاشقانِ رسول کے لئے گھر بیٹھے مکتبہ المدینہ سے جاری کردہ کتب و رسائل کی آن لائن بکنگ و خریداری کی سہولت بھی موجود ہے۔ نیز مختلف مواقع پر مختلف پیکجز کے ذریعے تقسیمِ رسائل کا بھی سلسلہ جاری رہتا ہے۔

فیضانِ مدینہ، محلّہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، کراچی

UAN: +92 21 111 25 26 92 Ext: 2650 / 1144

Email: mahnamakhawateen@dawateislami.net / ilmia@dawateislami.net

Web: www.dawateislami.net WhatsApp: 0348-6422931